Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اسلامی کہانیاں

محکمہ اشاعت و توسیع تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے تیار کیں اور

اسی کے لئے نول کشور پریس نے شایع کیں

ناشر

نول کشور پریس لکھنؤ

قیمت ۵/

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

3(20)

इस्लामी कहानियां

اِسلامی کہانیاں

محکمہ اشاعت و توسیع تعلیم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ نے تیار کیں اور

اُسی کے لئے نول کشور پریس نے شایع کیں

नवल किशोर प्रेस. लखनऊ

30
93

ناشر

نول کشور پریس لکھنؤ

قیمت ۵ر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تمیزِ رنگ و بو برما حرام ست
کہ ما پروردۂ یک نوبہاریم

اسلامی کہانیاں

مُرتّبہ مُؤلّفہ

مولوی محمد فاروقی

ایم، اے، ایل ایل، بی،
لکچرر جوبلی انٹر کالج، لکھنؤ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

عرض حال

عام طور سے ارباب علم وادب کا خیال ہے - کہ تعلیمی شعبوں میں اُردو کی طرف سے بڑی بے توجہی برتی جارہی ہے اور طلبا، کی ذہنی تربیت کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا، جس کا نتیجہ یہ ہورہا ہے، کہ ان میں نہ کوئی جوہر اجاگر ہوجاتا ہے، اور نہ غور و فکر کا مادہ پیدا ہوتا ہے، ان شکایتوں کا ازالہ اب تعلیم یافتہ طبقہ کی کاوشوں اور کوششوں سے جو ایک عرصہ سے ملک کے گوشے گوشے میں جاری ہیں، کسی قدر ہورہا ہے، بڑی خوشی کی بات ہے، کہ محکمہ اشاعت و توسیع تعلیم کے افسر اعلیٰ رائے بہادر پنڈت سری نرائن چترویدی صاحب کی توجہ اب مسلم طلبا، کو ان کے اسلاف کی عظمت سے روشناس کرانے کی طرف مبذول ہوگئی ہے، رائے بہادر صاحب کی یہ کوشش بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔

بادی النظر میں اسلامی ہستیوں کے کارنامے چھوٹی چھوٹی کتابوں کی، شکل میں منتقل کرنا، اور ان سے ایک مجموعہ کا مرتب کرنا، بہت ہی آسان معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کام کو کما حقہ ذمہ داری کے ساتھ کیا جائے؛ تو اس کی دشواریاں بھی ایک مستقل اور جامع تصنیف سے کم نہیں ہوتیں، خصوصاً اس حالت میں، جبکہ مولف کو وقت کی کمی کی بھی شکایت ہو، میں نے یہ کتاب محض اپنے بااخلاق محسن جناب رائے بہادر بخدمت

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہانیوں کی فہرست

نمبر حکایات	عنوانات	صفحہ
	باب اوّل	
	"سیرۃ الانبیاءؑ"	
۱	حضرت محمدؐ صاحب،	۱
۲	حضرت موسیٰؑ،	۷
	باب دوم	
	"اسوۂ حسنہ"	
	"حق گوئی"	۱۳
۳	ایک بزرگ کی حق گوئی،	۱۵
۴	ایک بچہ کی حق گوئی اور دلیری،	۱۷
۵	امۃ الحبیب امیر تیمور کے دربار میں،	۱۹
۶	حضرت عمر بن عبد العزیز کے خزانچی کی سچائی،	۲۲
۷	مامون رشید اور ایک بیوہ	۲۳

نمبر حکایات	عنوانات	صفحہ
۸	صوبیدار امانت خاں کی حق پسندی،	۲۵
	"خوف خدا"	۲۷
۹	ایک بزرگ کی جرأت ایمانی	۲۹
۱۰	خدا کا خوف	۳۰
	"ایثار"	۳۳
۱۱	حضرت صدیقؓ اکبر کا جوش توکل و ایثار۔	۳۵
۱۲	حضرت علیؓ کا ایثار،	۳۶
۱۳	حضرت حذیفہؓ کا ایثار۔	۳۷
	"عدل و انصاف"	۳۹
۱۴	حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت خالدؓ۔	۴۱
۱۵	حضرت امام ابو یوسف کا عدل،	۴۲
۱۶	انصاف کی جیت،	۴۳

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سری نرائن چترویدی کی تعمیل ارشاد میں لکھی ہے، مجھے اس کتاب کی تالیف اور تکمیل کے لئے صرف بارہ دن کا موقع ملا، وقت کی کمی اور دیگر اہم فرائض منصبی کی مشغولیت کی وجہ سے میں اس کتاب کی خاطر خواہ تکمیل نہ کر سکا جس کا مجھے افسوس ہے؟

یہ کتاب حسب ذیل اصولوں کے ماتحت تالیف کی گئی ہے،

(۱) ادبی ذوق و شوق ایسی ہستیوں کے دل میں پیدا کرنا جو ادب کے نام سے ناآشنائے محض ہیں،

(۲) مشہور و معروف اسلامی ہستیوں کے ایسے کارنامے، جو نہ صرف اخلاق آموز ہیں، بلکہ ان کی سیرت اور شخصیت کے روشن مظہر ہیں، اور جن سے مسلمان بزرگوں اور مسلمان بادشاہوں کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے، پیش کرنا،

اس کتاب کو میں نے دو ابواب اور فصلوں میں تقسیم کیا ہے، ہر فصل میں مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلامی ہستیوں کے حسن اخلاق اور اسوۂ حسنہ کو پیش کیا ہے،

کہانیاں سب سبق آموز ہیں، اور صاف اور سلیس زبان میں لکھی گئی ہیں۔

۲۲ مارچ ۱۹۴۳ء - جوبلی انٹر کالج - لکھنؤ

محمد فاروقی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

باب اوّل

سیرۃ الانبیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نمبر حکایات	عنوانات	صفحہ
۱۷	ناجائز دباؤ اور سر سید احمد خان	۴۴
	"ایفائے عہد"	۴۷
۱۸	عہد کی پابندی،	۴۹
۱۹	ایفائے عہد اور اُولوالعزمی کی غیر معمولی مثال،	۵۱
	"دیانت داری"	۵۵
۲۰	حضرت عمر بن عبد العزیز کی دیانت داری،	۵۷
۲۱	ایک عرب لڑکی کی سچائی اور دیانت داری،	۵۸
۲۲	حضرت امام ابو حنیفہ کی دیانت داری	۵۹
	"فرض شناسی"	۶۱
۲۳	ایک چوکیدار کی فرض شناسی	۶۳
۲۴	ایک قاضی کی فرض شناسی	۶۴
۲۵	نظام الملک کی حقیقت شناسی	۶۶
۲۶	منشی امیر احمد مینائی کی فرض شناسی،	۶۷
	"سخاوت اور مہمان نوازی"	۶۹
۲۷	خلیفہ مامون رشید کی مہمان نوازی	۷۱
۲۸	ایک عرب کی سخاوت،	۷۲
	"متفرق کہانیاں"	۷۵
۲۹	اسلام میں اکل حلال کی اہمیت،	۷۷
۳۰	خلیفہ ہارون رشید اور فضل برمکی،	۷۸
۳۱	حضرت مالک بن دینار کا روحانی فیض،	۸۰
۳۲	سلطان عضد الدولہ کی بیدار مغزی،	۸۱
۳۳	دوست وہی ہے جو آڑے وقت پر کام آوے،	۸۴
۳۴	ایک مسلمان بادشاہ کی رواداری،	۸۵
۳۵	میر تقی میر کی خودداری	۸۷

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت محمدؐ حضرت عبداللہ کے فرزند اور حضرت عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ کی شادی قبیلہ بنی زہرہ کے سردار کی لڑکی حضرت آمنہ سے ہوئی تھی۔

حضرت محمد صلعم کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال آپکی پیدائش سے تقریباً دو ماہ پہلے ہو چکا تھا۔ آپ دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ۹ ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے۔

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو جتنی بھی خوشی ہوتی وہ کم تھی۔ ساتویں روز بڑی شان و شوکت سے عقیقہ کیا۔ قریش کے لوگوں کی دعوت کی۔ اور آپکا مبارک نام محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) رکھا۔

مکہ کے شرفاء کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دیہات کی دائیوں کے سپرد کر دیتے تھے۔ یہ دائیاں بچوں کو اپنے گھر لے جاتیں اور وہیں پرورش کرتیں۔ چنانچہ آپ حضرت حلیمہ کے سپرد کئے گئے حضرت حلیمہ نے بڑی محبت اور پیار سے آپکی پرورش کی۔ چار برس کے بعد حضرت حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ حضرت آمنہ کے پاس لے آئیں ابھی آپ کی عمر تقریباً چھ سال کی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ آپ آٹھ برس کے بھی نہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

Mohit

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

آپ میں حلم اور عفو کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ آپ کے مخالفوں نے آپ کے ساتھ کیا کچھ زیادتیاں نہیں کیں۔ راستہ میں کانٹے بچھائے سر پر خاک ڈالی۔ پیروں پر پتھر برسائے۔ مگر آپ نے کبھی ان کمبختوں کے حق میں بد دعا تک نہ کی بلکہ خداوند کریم سے ہمیشہ یہی دعا مانگتے رہے کہ وہ انہیں سیدھا راستہ دکھائے۔

آپ اپنے دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ مہربانی اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے آپ پر ایک یہودی کا کچھ قرض تھا۔ وہ آپ کے پاس میعاد مقررہ سے کچھ دن پہلے مانگنے آیا اور آپ کے ساتھ بہت گستاخی کی مگر آپ نے برا نہ مانا اور اس کے قرض سے کچھ زیادہ دیدیا۔

آپ بڑے منصف مزاج تھے۔ آپکے دشمن بھی آپ کی انصاف پسندی کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ ایک دولتمند اور شریف گھرانے کی عورت نے چوری کی۔ لوگوں نے معاملہ کو دبا دینا چاہا حضرت اسامہ ابن زید نے آپ سے سفارش کی۔ آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ بھی اگر ایسا کرتی تو اسکو بھی یہی سزا دی جاتی۔

آپکا اخلاق بہت اچھا تھا۔ کبھی کوئی سخت کلمہ زبان سے نہ نکالتے تھے اور نہ دوسروں پر کوئی عیب یا تہمت لگاتے۔ برائی کے بدلے کبھی برائی نہ کی۔ اگر کوئی برائی کرتا تو آپ اسے معاف کر دیتے اگر کوئی ناخوشگوار بات آپ کے سامنے کہی جاتی تو آپ خاموش ہو جاتے راستہ میں جو آپ کے سامنے آتا آپ پہلے خود اسے سلام کرتے۔ آپ ایک دفعہ اونٹ پر سوار

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہونے پائے تھے کہ بوڑھے دادا نے بھی دنیا سے رحلت فرمائی۔ اب آپ اپنے چچا حضرت ابوطالب کی زیر نگرانی پرورش پانے لگے حضرت ابوطالب کو آپکے ساتھ عشق تھا۔ انہوں نے بڑے پیار اور محبت سے آپکی پرورش کی۔

آپکی عادتیں بچپن ہی سے نہایت پاکیزہ تھیں۔ طبیعت میں بڑی صفائی ستھرائی تھی۔ بُرے کھیلوں۔ بُری صحبتوں۔ بازاری میلوں وغیرہ میں کبھی شرکت نہیں فرماتے تھے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اچھی عادتیں اور پاکیزہ خصلتیں بھی ترقی کرتی گئیں۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ بڑے ایماندار تھے عرب کے لوگ آپ کو امین کہتے تھے۔ ایفائے وعدہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اگر کسی سے کوئی عہد کر لیتے تو اسکی پابندی کرتے تھے ہر شخص سے بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آتے تھے۔ آپ کسی کو مصیبت اور تکلیف میں نہ دیکھ سکتے تھے۔ اور جس طرح بن پڑتا آپ اس کی مدد فرماتے۔

آپ کل تریسٹھ سال زندہ رہے۔ اس تھوڑی سی مدت میں آپنے عرب جیسی جاہل قوم کو انسان بنا دیا۔ آپ کو اسلام کے پھیلانے میں جیسی جیسی مشکلات پریشانیوں اور مخالفتوں کا مقابلہ کرنا پڑا زبان قلم اُن کے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام کی شاندار کامیابی میں آپ کے پیارے اخلاق اور اچھی عادات کو بہت بڑا دخل تھا۔ ہم آپ کی نھیں اچھی عادتوں اور پاکیزہ اخلاق کا کچھ تھوڑا سا حال یہاں بیان کرتے ہیں جنکی وجہ سے آپ رحمۃ للعلمین کہلاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کے ساتھ میرا حشر ہو" سعد ابن وقاص اپنے قبیلہ کے بہت ہی مالدار شخص تھے۔ وہ غریبوں سے اپنے آپ کو اونچا سمجھتے تھے۔ آپ نے ایک دن ان سے کہا "یہی غریب تو ہیں جن کی بدولت تم مالدار ہو"۔

آپ سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے غریب ہو یا امیر آزاد ہو یا غلام سبکو برابر سمجھتے تھے۔ اور سبکے ساتھ یکساں سلوک کرتے۔

آپکے مزاج میں سادگی بہت تھی تکلف اور بناوٹ نام کو نہ تھی ہمیشہ موٹا جھوٹا پہنتے زرق برق لباس سے آپکو نفرت تھی۔

آپ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ ایک بار آپ خود اپنے مکان کی مرمت کر رہے تھے۔ دو صحابی تشریف لے آئے اور آپ کو کام کرتے دیکھکر خود بھی شریک ہو گئے۔ کام کے ختم ہو جانے کے بعد آپنے انکے لئے دعا مانگی۔ آپ کو دوسروں کے کام کر دینے میں بھی عار نہ تھا۔ یتیموں۔ بیواؤں اور غریبوں کے کام آپ بڑی خوشی سے کرتے تھے۔

ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بڑے ہمدرد اور رحم دل تھے ہمیشہ فرماتے کہ میں دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں لعنت کے لئے نہیں آیا بیمار خواہ دشمن ہوتا یا دوست مسلم ہوتا یا غیر مسلم ہر ایک کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے بڑی محبت سے اسکا حال پوچھتے اور تسلی دیتے۔

جانوروں کی حالت پر بھی آپ بہت ترس کھاتے تھے۔ ایکبار ایک صحابی کسی چڑیا کے گھونسلے سے انڈا اٹھا لائے۔ چڑیا اپنے پر پھڑپھڑانے لگی آپنے فرمایا کس نے اس چڑیا کو تکلیف دی۔ ان صحابی نے عرض کیا "یا رسول اللہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہو کر ایک پہاڑ کے درہ سے گذر رہے تھے ایک صحابی آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ آپ نے اُنسے اونٹ پر سوار ہونے کو کہا۔ انہوں نے سو ادب خیال کر کے تامل کیا۔ آپ اونٹ سے اُتر پڑے اور انہیں زبردستی سوار کرایا۔

آپ کی ساری زندگی ایک بہترین ایثار کا نمونہ ہے۔ ایک دفعہ آپکے یہاں ایک صحابی مہمان ہوئے۔ گھر میں سوائے تھوڑے سے بکری کے دودھ کے اور کچھ موجود نہ تھا وہی آپ نے انہیں پلادیا اور سارے گھر نے فاقہ کیا اور اس سے پہلے کا دن بھی فاقہ سے گذرا تھا۔

آپ بڑے سخی تھے۔ جو شخص آپ سے سوال کرتا آپ اسکے سوال کو کبھی رد کرتے اگر کچھ پاس ہوتا تو فوراً دیدیتے ورنہ وعدہ فرما لیتے۔ ایک بار آپکی بکریوں کا گلہ چر رہا تھا۔ بکریاں بہت تھیں۔ ایک شخص آپکے پاس آیا اور اُسنے کچھ بکریاں مانگیں۔ آپ نے سب کی سب بکریاں اسے دیدیں۔ کھانے پینے کی ذرا ذراسی چیزیں بھی دوسروں کو شریک کئے بغیر نہ کھاتے تھے۔

آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ آپ کے مہمانوں میں صرف مسلمان ہی نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ جس مذہب کا آدمی آپکے پاس آتا آپ اسکے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے۔ مہمانوں کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے سارے گھر کو اکثر فاقہ کرنا پڑتا۔

آپ غریبوں کے ساتھ بڑی محبت اور الفت فرماتے آپ اکثر دعا فرماتے "خدایا مجھے غریب رکھ۔ اس دنیا سے غریب اٹھا اور غریبوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے دو بیٹے تھے، حضرت اسحٰق اور حضرت اسمٰعیل، اور دونوں پیغمبر تھے، حضرت اسحٰق کے بیٹے کا نام حضرت یعقوب تھا، ان کو لوگ اسرائیل (اللہ کا بندہ) بھی کہتے تھے، ان سے جو اولاد ہوئی وہ بنی اسرائیل کہلائی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے، حضرت یوسف علیہ السّلام جب عزیز مصر ہوئے تو ان کی وجہ سے بنی اسرائیل مصر میں جا کر آباد ہو گئے، اسی خاندان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو خاندان مصر پر حکومت کرتا تھا، وہ قبطی کہلاتا تھا، اور اس کے ہر بادشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا، یہ قبطی حکومت بنی اسرائیل پر نت نئے مظالم ڈھایا کرتی تھی اور یہ لوگ برداشت کرتے تھے، آخر خداوند کریم کو ان کی بے بسی پر رحم آیا، اور اس نے ان کی آزادی کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اس وقت کے فرعون کو جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا، نجومیوں نے بتایا تھا، کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو اس کی حکومت کو تباہ و برباد کر کے، اپنی قوم کو آزاد کریگا، یہ پیشینگوئی سن کر فرعون بہت پریشان ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے۔

حضرت موسیٰ جب پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ ڈریں کہ کوئی دایہ بادشاہ کو حضرت موسیٰ کی پیدائش کی خبر نہ کر دے۔ حضرت موسیٰ تو پیغمبر ہونے والے تھے،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

میں اس کا انڈا اٹھا لایا ہوں'' آپنے فرمایا وہیں رکھ آؤ۔

آپکو اپنی اولاد سے بڑی محبت تھی حضرت فاطمہ کو خصوصًا بہت چاہتے تھے جب کبھی سفر سے واپس آتے تو پہلے انکے پاس جاتے ۔ اسی طرح آپ کو اپنے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے بھی بڑی محبت تھی ۔ فرماتے کہ یہ میرے گلدستے ہیں ۔

آپ کی محبت صرف اپنی ہی اولاد کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ سب بچوں پر آپ شفقت فرماتے ۔

آپ بہت ہی پاکیزہ مزاج اور صفائی پسند تھے ۔ ایک شخص میلے کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا ۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے کپڑے دھو لیا کرے ۔

آنحضرت مسلمانوں کو ورزش کا شوق بھی بہت دلاتے تھے خود بھی بہت طاقتور تھے ۔ آپ نشانہ بازی کی مشق بھی کرتے تھے ۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر مسلمان اپنے رسول کی زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنا لیں اور اس پر چلنے کی کوشش کریں تو پھر دنیا کی کوئی قوم مسلمانوں پر انگلی نہیں اٹھا سکتی ۔

مسلمانوں نے اخلاق محمدی کو اپنا شعار بنا کر ساری دنیا کے دلوں کو موہ لیا تھا ۔ مگر آج وہ اس سبق کو بھول گئے ہیں ۔ اسی وجہ سے ذلیل و خوار ہیں ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قبطی کے ایک گھونسا مار دیا، جس سے وہ فوراً مر گیا، یہ خبر فرعون تک پہونچی اُسنے حکم دیا، کہ مارنے والے کو قتل کر دیا جائے، حضرت موسیٰ کو وقت پر خبر مل گئی اور وہ مدین کی طرف چلے گئے، جہاں پر ایک بہت بڑے پیغمبر حضرت شعیبؑ رہتے تھے۔

حضرت موسیٰ جب مدین پہنچے، تو انہوں نے دیکھا کہ کنوئیں کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں، اور اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں، مجمع سے الگ دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو روکے ایک طرف کھڑی ہیں، حضرت موسیٰ نے اُن سے پوچھا: "تم یہاں کیوں کھڑی ہو" انہوں نے جواب دیا، کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے، ہم اس وجہ سے یہاں کھڑے ہیں، کہ یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا چکیں تو بچا ہوا پانی ہم اپنے جانوروں کو پلائیں۔

حضرت موسیٰ نے جب یہ سنا، تو انہوں نے کنوئیں سے پانی کھینچا اور انکے جانوروں کو پلا دیا، یہ دونوں حضرت شعیبؑ کی لڑکیاں تھیں، انہوں نے گھر جاکر اپنے والد سے حضرت موسیٰ کے پانی پلانے کا ذکر کیا، حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰؑ کو بلوا کر ان کا کل حال سنا، اور انھیں بڑی تسلی دی اور اپنے یہاں ٹھیرا لیا۔

حضرت موسیٰ حضرت شعیبؑ کے یہاں آٹھ سال رہے، آٹھ سال کے بعد حضرت شعیبؑ نے اپنی لڑکی کا نکاح اُن کے ساتھ کر دیا، نکاح کے بعد حضرت موسیٰ اپنی بی بی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے، راستہ میں انہوں نے ایک پہاڑ پر آگ جلتی ہوئی دیکھی، ان کی بیوی کو اس وقت آگ کی ضرورت تھی، چنانچہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اللہ تعالیٰ نے ان کی ماں کو تسلی دی، لیکن جب بھید کھل جانے کا خطرہ زیادہ ہو گیا تو حضرت موسیٰ کی والدہ نے خداوند کریم کے حکم سے انھیں ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔

خدا کی قدرت دیکھئے، دریا کی دوسری طرف فرعون کا محل تھا، فرعون کی ملکہ دریا کے کنارے بیٹھی تھی، اس نے دیکھا کہ ایک صندوق بہتا ہوا چلا آرہا ہے، خواصوں کو حکم دیا کہ اس صندوق کو نکالیں، جب صندوق دریا کے باہر نکالا گیا، تو اس نے اسے کھولکر دیکھا، حضرت موسیٰ اس میں صحیح اور سلامت موجود تھے، بچہ کی پیاری اور بھولی بھالی شکل دیکھکر دل میں محبت پیدا ہوئی، اور اس نے بچے کو سینے سے لگالیا، اسے کیا خبر تھی کہ آگے چل کر یہی بچہ فرعون مصر کی تباہی کا باعث ہوگا!

فرعون کو بھی یہ بچہ بہت پسند آیا، اور اس نے حضرت موسیٰ کو اپنا بیٹا بنا لینے کا ارادہ کرلیا، اب دودھ پلانے کی فکر ہوئی، حضرت موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے، خدا کی قدرت دیکھئے دودھ پلانے کے لئے حضرت موسیٰ کی والدہ منتخب ہوئیں، اور وہ ان کے سپرد کر دئے گئے۔

حضرت موسیٰ اپنی قوم کے دشمن فرعون کے گھر میں پرورش پاتے رہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئے،

حضرت موسیٰ کبھی کبھی شہر میں سیر و تفریح کے لئے جایا کرتے تھے، ایک دن جب وہ شہر میں گئے، تو انھوں نے دیکھا، کہ ان کی قوم کے ایک آدمی کو ایک قبطی مار رہا ہے، حضرت موسیٰ اس ذلت کو نہ برداشت کر سکے، اور انھوں نے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جب فرعون کی سرکشی بہت بڑھ گئی، تو حضرت موسیٰ اپنی تمام قوم کو لیکر نکل کھڑے ہوئے، فرعون نے ان کا پیچھا کیا، دریا کے کنارے پہونچکر حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پانی کی سطح پر مارا، دریا بیچ سے پھٹ گیا اور اسمیں ایک راستہ سا بن گیا، حضرت موسیٰ مع اپنی تمام قوم کے دریا کے پار ہو گئے" فرعون کو تو یہ گھمنڈ تھا کہ وہ خدا ہے - جب دریا نے حضرت موسیٰ کو راستہ دیا، تو اس کو کیوں نہ دیگا، چنانچہ وہ بھی مع اپنی فوج کے دریا میں داخل ہو گیا، جب بیچ میں پہنچا تو پانی لہرا کر مل گیا اور فرعون اور اس کے تمام ساتھی دریا میں غرق ہو گئے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت موسیٰ آگ لینے کے لئے پہاڑ پر گئے، وہاں انھوں نے ایک آواز سُنی "اے موسیٰ! تم طویٰ کے مقدس میدان میں ہو، اپنے جوتے اتارو، میں بڑی دانائی والا اللہ ہوں، تمام دنیا اور تمھارا پالنے والا، میں نے تم کو پیغمبری کے لئے چن لیا ہے۔"

پھر حضرت موسیٰ کو حکم ہوا، کہ فرعون کو ہدایت کریں، اور اس سے خدا کی بندگی کے لئے کہیں، حضرت موسیٰ کو دو معجزے عطا ہوئے، ایک یہ کہ جب وہ اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دیتے، تو وہ لاٹھی سانپ کی طرح دوڑتی ہوئی دکھائی دیتی اور دوسرا یہ کہ جب وہ اپنا ہاتھ بغل کے نیچے سے گریبان میں ڈال کر نکالتے تو وہ مثل آفتاب کے روشن ہو جاتا۔

ان دونوں نشانیوں کو لیکر حضرت موسیٰ فرعون کے پاس آئے اور اس کو سرکشی اور نافرمانی سے منع کیا، اور خدا کی طرف بلایا، مگر فرعون کو اپنی حکومت، فوج اور خزانوں پر گھمنڈ تھا، وہ بھلا حضرت موسیٰ کی بات کب سنتا! اسنے اپنی مملکت کے بڑے بڑے ساحروں کو بلایا اور انھیں حکم دیا، کہ وہ حضرت موسیٰ سے مقابلہ کریں، جادوگروں نے نظر بندی کر کے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں اور دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوا، کہ وہ سب سانپ ہیں، جو دوڑ رہے ہیں حضرت موسیٰ نے بھی اپنی لاٹھی زمین پر ڈالدی، آناً فاناً وہ اژدہا بنکر سب کو نگل گئی، سب کے سب جادوگر سجدہ میں گر پڑے، اور حضرت موسیٰ پر ایمان لائے، فرعون نے انھیں بہت دھمکایا، مگر انھوں نے اس کی ایک نہ سنی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چھاؤں میں ہم جا کے تلواروں کی کہہ آتے تھے حق
غالب آتا تھا نہ ہم پر خوفِ سلطان و وزیر

باب دُوم

اسوۂ حسنہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک بزرگ کی حق گوئی

حجاج ابن یوسف خلیفہ عبدالملک بن مروان اموی کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔ یہ بڑا ظالم اور سخت گیر شخص تھا۔ اسوقت یہ دستور تھا کہ مسلمانوں کا حاکم جمعہ کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ ایک جمعہ کو حجاج نے خطبہ اسقدر طویل کر دیا کہ نماز کا وقت ختم ہونے لگا اور سب نمازی گھبرانے لگے ہر شخص اسکے ظلم اور سختی سے پوری طرح واقف تھا اسلیئے کسی نے اس سے کچھ کہنے کی جرات نہ کی۔ اتفاقاً نمازیوں کے گروہ میں ایک نڈر اور ایماندار مسلمان بھی موجود تھے۔ ایمان کے جوش نے ان میں ہمت اور دلیری پیدا کر دی۔ وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ حجاج خطبہ ختم کر نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یاد رکھ کہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور نہ نماز میں کسی وجہ سے دیر کی جا سکتی ہے۔ اس بھرے مجمع میں حجاج کو انکی گستاخی بہت ناگوار ہوئی۔ اس نے فوراً انہیں قید کرنے کا حکم دیدیا۔ نمازیوں میں ایک ہل چل مچ گئی۔ سبکو ان سے بڑی ہمدردی تھی اور انکے قید کا بہت ملال تھا۔ مگر مجبور تھے کیا کرتے۔ ایک دن کچھ آدمی جمع ہو کر جیلخانے گئے اور ان سے ملنے کی اجازت حاصل کرکے ان سے کہا کہ اگر آپ اپنے کو دیوانہ ظاہر کریں تو آپ کو قید سے ضرور رہائی حاصل ہو جائے۔ اس سچے مسلمان نے جواب دیا۔ خدا کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحیح اور تندرست رکھا ہے۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں دیوانہ نہیں ہوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

میں جھوٹ نہیں بول سکتا - ان لوگوں نے بہت سمجھایا مگر انکا دل تو خدا کی محبت سے بھرا ہوا تھا - انہوں نے جھوٹ بولنا گوارہ نہ کیا - لوگ مجبور ہو کر چلے گئے - کچھ دن کے بعد حجاج کو بھی اس واقعہ کی خبر ہوئی - وہ ظالم تھا بے رحم تھا مگر تھا تو اسلام ہی کا ایک غلام - انکی صداقت نے اسکے دل پر اثر کیا اور اسنے اسی وقت حکم دیا کہ اس قیدی کو رہا کر کے میرے پاس لاؤ - ایسے سچے آدمی کو قید میں رکھنا ہرگز مناسب نہیں چنانچہ وہ بزرگ رہا کئے گئے اور حجاج نے انہیں خلعت فاخرہ دیکر نہایت عزت کے ساتھ رخصت کیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک بچہ کی حق گوئی اور دلیری

حجاج ابن یوسف کوفہ کا گورنر تھا۔ ایک مرتبہ حجاج ابن یوسف اپنے محل کے دریچہ میں بیٹھا ہوا تھا عراق کے بہت سے سردار بھی موجود تھے اسنے دیکھا کہ ایک قبول صورت لڑکا محل کے پاس آیا اور اس عمارت کی اونچائی اور شان و شوکت کو دیکھنے لگا۔ پھر یکایک اسنے آسمان کی طرف نظر کی اور چلا کر کہا۔ "اے غافلو! کیا اونچی اونچی عمارتیں بناتے ہو تمھاری یہ شاندار عمارتیں اور اونچے اونچے قلعے سب تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ایک دن تم فنا کے گھاٹ اُتر و گے۔ دنیا اور دنیا کی ہر چیز عارضی ہے" حجاج نے اسکا کلام سنا اور بہت غضبناک ہوا۔ اس لڑکے کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے حسب ذیل گفتگو کی۔

حجاج :- لڑکے تم جانتے ہو میں کون ہوں۔ ؟

لڑکا :- ہاں تم ایک ثقفی شیطان ہو۔

حجاج :- لڑکے تو دیوانہ ہے۔ اچھا بتا امیر المومنین کے بارے میں تیری کیا رائے ہے ؟ -

لڑکا :- خداوند کریم حضرت علیؓ پر اپنی بے شمار نعمتیں نازل کرے اُن کی بزرگی اور بڑائی کا کیا کہنا۔

حجاج :- میری مراد عبدالملک بن مروان سے ہے جو اسوقت مسلمانوں کے خلیفہ ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لڑکا :- تونے اسوقت کس شیطان کا نام لیا - اسکے گناہ اور مظالم بیشمار ہیں
حجاج :- لڑکے تو کیا کہتا ہے - اچھا بتا وہ کونسے گناہ ہیں - ؟
لڑکا :- ان گناہوں کا ایک نمونہ تو یہ ہے کہ اس نے تجھ جیسے ظالم اور فاسق کو گورنر بنا رکھا ہے - جو اپنی غریب رعایا کا مال اپنے لئے مباح سمجھتا ہے اور اگر وہ تیری مرضی کے خلاف کرتے ہیں تو تو اُن پر بیجا ظلم اور سختیاں کرتا ہے اور انہیں قتل کرا دیتا ہے -

حجاج لڑکے کی گفتگو سنکر بہت غصہ ہوا - اس نے مصاحبین سے پوچھا کہ بتاؤ اس کی گستاخی کی کیا سزا ہے ؟ - اُنہوں نے جواب دیا - اسے قتل کر دینا چاہیے - لڑکے نے جب یہ سنا تو کہا - اے حجاج تیرے مصاحبوں سے تو تیرے بھائی فرعون کے درباری اچھے تھے جنھوں نے فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل سے باز رکھا اور کہا کہ بغیر سوچے اور سمجھے حضرت موسیٰ کو قتل نہ کیا جائے - تیرے مصاحب خوشامدی - جھوٹے اور دنیا پرست ہیں - وہ میرے قتل کا فتوے دے رہے ہیں -

حجاج نے جب یہ گفتگو سنی تو اس خوف سے کہ کہیں اس لڑکے کے قتل سے فتنہ وفساد نہ اٹھ کھڑا ہو اسکے قتل کا ارادہ ملتوی کر دیا اور نرمی سے اسکی طرف مخاطب ہوا اور کہا -

حجاج - لڑکے ! تو بچہ ہے اور ناسمجھ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تو ضرور دانشمند بھی ہے - تہذیب سے گفتگو کر اور اپنی زبان کو بند کر - جا ! میں تجھے چار ہزار درہم دیتا ہوں -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لڑکا:- لالچی! مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں ہے - خدا تیرا منھ سفید اور تیرا ٹخنہ اونچا کرے -

حجاج نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ تم نے اس لڑکے کی گفتگو کا مطلب سمجھا - سب نے جواب دیا کہ آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں - حجاج نے کہا اسنے میرے لئے کوڑھ کے مرض اور سولی کی دعا کی ہے - حجاج اس کی اس دلیرانہ گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور اسکو معاف کر دیا -

امتہ الحبیب تیمور کے دربار میں

امتہ الحبیب سلطان بایزید کے سپہ سالار کی لڑکی تھی، بڑی دلیر تھی، اور فوج میں لفٹننٹی کے عہدہ پر مامور تھی، اپنی بہادری اور شریفانہ اطوار کیوجہ سے نہایت ہر دلعزیز تھی، جب امیر تیمور نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا، تو بایزید کی فوج کے قدم اکھڑ گئے، اور امتہ الحبیب گرفتار ہو گئی، امیر تیمور بھیڑیے کی طرح ظالم تھا، اس نے تمام قیدیوں کے قتل کا حکم دے دیا، جب امتہ الحبیب کو اپنے اور اپنے ساتھیوں کے قتل کا حکم ملا، تو غم و غصہ سے بیتاب ہو گئی، اور اس نے فوج کے سپہ سالار سے کہلا بھیجا - کہ وہ امیر تیمور سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہے، سپہ سالار رحم دل آدمی تھا، اس نے بڑی مشکل سے امتہ الحبیب کے لئے اجازت حاصل کی، امتہ الحبیب مردانہ لباس پہنکر امیر تیمور کے دربار میں حاضر ہوئی، اور کچھ عرض و معروض کی اجازت طلب کی، امیر تیمور نے جب اسے اجازت دی تو اس نے بڑی بے باکی اور جرأت سے کہا،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

"اے شہنشاہ! تو نے سلطان بایزید کے ملک پر بلا وجہ حملہ کر کے خداوند کریم کے ہزاروں بندوں کا خون بہایا، یاد رکھ تیرا یہ جرم کبھی معاف نہ ہوگا تو نے ستر ہزار بیگناہ ترکوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، یہ ترکوں کی تباہی اور بربادی نہیں ہے، بلکہ اسلام کے مایۂ ناز فرزندوں کی تباہی ہے، مسلم سلاطین کی تباہی اور بربادی اور اسلامی ممالک کی تاخت و تاراج سے اسلام کی شان اور شوکت تباہ اور برباد ہوگئی، کیا تو بتا سکتا ہے، کہ مسلمانوں کا بیش بہا خون جو تو نے اس طرح بے دردی اور بیرحمی سے بہایا ہے، تیرے لئے جائز ہے؟ سلطان بایزید نے تیرے طوفانی حملہ کی خبر سنکر تیرے پاس امن و صلح کا پیغام بھیجا تھا، مگر تیری ظالمانہ فطرت، تیرے تکبر، اور ہوس نے تجھکو اس پیغام کے منظور کرنے سے باز رکھا،

اے شہنشاہ! یہ دنیا عارضی ہے۔ یہاں کی ہر چیز فانی ہے، اور ایک دن تجھے مرنا ہے، اور خداوند کریم کو منہ دکھانا ہے، جب خدائے عادل، تجھ سے پوچھے گا کہ تو نے میری بیگناہ مخلوق کا کیوں خون بہایا، تو، تو کیا جواب دے گا؟ تجھے بہادری کا دعوےٰ ہے، کیا بہادر لوگ بے کس اور مظلوم قیدیوں کو یونہی بیدردی سے قتل کیا کرتے ہیں، ہم تیرے قیدی ہیں، بے لبس ہیں، ہمارے ہاتھوں میں زنجیریں، اور پیروں میں لوہے کی بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں، اور ہماری موت اور زندگی پر تجھے بظاہر اسوقت پوری قدرت حاصل ہے، اور مجھے یقین ہے کہ تیری بہیمانہ فطرت کی تشنگی ہمارے خون ہی سے بجھ سکتی ہے، لیکن اے جابر امیر! یاد رکھ کہ تیرا یہ بزدلانہ حکم ہمیشہ کے لئے صفحۂ تاریخ پر رقم ہوگا،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور یہ نقش مٹائے نہ مٹے گا، دنیا تجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھے گی!"

یہ کہکر اس نے اپنے سر سے اپنا عمامہ اتار کر پھینک دیا، اور لانبے اور بھونرے ایسے سیاہ بال کو اپنے شانوں پر بکھیر کر لیا،

"شہنشاہ! دیکھ میں ایک ناتجربہ کار دوشیزہ ہوں، کیا تو اندازہ کر سکتا ہے، کہ جس فوج کی عورتیں ایسی دلیر اور بہادر ہیں، اس کے مرد کیسے نڈر اور شجاع ہونگے؟"

امتہ الحبیب کی اس دلیرانہ تقریر سے سارے دربار پر سناٹا چھا گیا۔ ہر شخص پر سکتہ کا عالم طاری تھا، خود امیر تیمور دریائے تعجب اور حیرت میں غرق تھا، آخر کار اس نے قفل خاموشی کو توڑا، اور کہا، "اے بہادر لڑکی! میں تیری جرأت اور صاف گوئی سے بہت خوش ہوا، جا، تیری اور تیرے تمام ساتھیوں کی جاں بخشی کرتا ہوں، اور تجھے اپنے نکاح کا پیغام دیتا ہوں، امتہ الحبیب پیغام نکاح کو سنکر خاموش ہو گئی، مگر امیر تیمور نے اس کے باپ کو راضی کر کے اس سے عقد کر لیا، اور اسے حمیدہ بانو کا خطاب عطا کیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عمر ابن عبد العزیز کے خزانچی کی سچائی

حضرت عمر ابن عبد العزیز سنہ ۶۳ھ میں بمقام حلوان پیدا ہوئے اور سنہ ۹۹ھ میں سلیمان ابن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے ماہ رجب سنہ ۱۰۱ھ میں دو برس پانچ ماہ کی خلافت کے بعد انتقال کیا۔ بڑے صالح اور محتاط بادشاہ تھے اور باوجود خلافت کے اپنی زندگی بڑی عسرت سے گذارتے تھے۔ ایکبار آپ کی بیوی نے آپ سے کہا کہ عید الفطر آرہی ہے۔ نئے کپڑے پہننا سنت بھی ہے اور چونکہ خوشی کا موقعہ ہے لہذا سب لوگ اپنی حیثیت کے مطابق نئے کپڑے پہنیں گے لیکن ہمارے خلیفۂ وقت کے لڑکے پھٹے پرانے کپڑے پہنیں ہوں گے۔

بیوی کی یہ شکایت سنکر حضرت عمر نے بیت المال کے خزانچی کو ایک رقعہ لکھا کہ ہمارا ایک ماہ کا وظیفہ پیشگی بھیجدو۔

خزانچی نے عرض کیا کہ چونکہ بادشاہ کا حکم ہے مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے لیکن آپ یہ تو بتا دیجئے کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہیں گے۔ اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو مسلمانوں کے مال کا حق کیوں پیشگی آپ اپنی گردن پر رکھتے ہیں۔ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ حضرت عمر کو خزانچی کی یہ دانشمندانہ سچائی بہت پسند آئی اور آپ نے اپنا حکم واپس لے لیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ماموں رشید اور ایک بیوہ

مامون الرشید ہارون الرشید کا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا۔ مامون الرشید بڑا بیدار مغز۔ عادل۔ سخی بہادر اور علم دوست بادشاہ گذرا ہے۔ ایک روز مامون مسند خلافت پر جلوہ گر تھا۔ اُمراء اور ارکین دربار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے خلیفہ کے پہلو میں شہزادہ عباس موجود تھا۔ یکایک ایک برقعہ پوش عورت دربار میں حاضر ہوئی اور اسنے خلیفہ کے حضور مین نہایت ادب سے عرض کیا۔

عورت :۔ امیر المومنین میں آپکے پاس فریاد لیکر آئی ہوں۔ میرا نام مغیرہ بنتِ ازدار ہے اور حسین ابن موسیٰ کی بیوہ ہوں۔ میرے ورثا میں اب سوائے دو معصوم بچوں کے کوئی باقی نہیں رہا۔

ماموں :۔ مغیرہ تو بے دھڑک اپنا حال سنا۔ میرے دربار سے تیرے ساتھ انصاف ہوگا۔

مغیرہ :۔ ایک بیوہ کا مکان صرف اسلئے کہ وہ اپنی عصمت کی محافظ تھی چھین لیا گیا لیکن مامون الرشید یاد رکھ کہ ایکدن اس بادشاہ کو بھی منہ دکھانا ہے جسکی سلطنت کبھی فنا نہ ہوگی۔ انصاف کر اور داد دے۔

مامون الرشید :۔ مغیرہ اس ظالم کا نام تو بتا۔ وہ کون ہے۔؟

مغیرہ ہنسی اور کہا شہزادہ عباس جو تیرے پہلو میں بیٹھا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مامون کا چہرہ اتنا سنتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اُسنے شہزادہ کو حکم دیا کہ وہ مدعی کے پاس جا کر کھڑا ہو۔ شہزادہ عباس نے حکم کی تعمیل کی مگر خاموش تھا۔ ہر سوال کے جواب میں رُک رُک کر ایک آدھ بات کہہ دیتا۔ لیکن مغیرہ بے دھڑک اپنی داستان غم بیان کر رہی تھی جوش شرافت میں اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

"عباس یہ صحیح ہے کہ تو خلیفہ وقت کا بیٹا ہے اور سلطنت کا مالک ہے، لیکن یکمزور ہاتھ منتظر تھے کہ اگر تو اپنی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھتا تو تجھے خاک میں ملا دیتے۔ آل برامکہ کی دولت عباسیوں نے پامال کر دی مگر ہماری عصمت وہ بیش بہا دولت ہے کہ ہم عباسی سلطنت کو اُس پر قربان کر دیں" سارا دربار عورت کا منھ تکنے لگا۔ وزراء مغیرہ کی دلیری اور ہمت پر متعجب ہوئے اور کہا کہ بیباکی اور گستاخی آداب شاہی کے خلاف ہے۔ تو اسوقت امیر المومنین کے دربار میں ہے۔ اپنی ہستی کو پہچان اور ادب سے گفتگو کر۔

مامون الرشید نے کہا۔ اسے مت روکو۔ یہ سچی ہے۔ صداقت نے اسکی زبان کو تیز اور حوصلہ کو بلند کر دیا ہے۔ عباس کے جرم نے اس کو گونگا بنا دیا ہے۔ اسکے بعد مامون الرشید نے پانچ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی اس کے قدموں پر ڈالدیں اور حکم دیا کہ اسکا مکان اس کو واپس کر دیا جائے اور شہزادہ عباس کا محل جو نہایت خوبصورت تھا وہ بھی اس کو عطا فرمایا اور درخواست کی کہ وہ شہزادہ کے قصور کو معاف کر دے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

صوبیدار امانت خاں کی حق پسندی

امانت خاں شہنشاہ اورنگزیب کے عہد سلطنت میں دکن کا صوبہ دار تھا، شہنشاہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رونق افروز تھے، شہزادہ معزالدین نے دکن میں کئی کارخانے کھول رکھے تھے۔ ایک سال بارش زیادہ ہوئی، مکانات کی کمی تو پہلے ہی تھی، اور جو تھے ان میں سے بہتیرے اس بارش میں گر پڑ گئے، شہزادہ کے کارخانہ داروں کے لئے بڑی مصیبت کا سامنا ہوا اس نے شہنشاہ کی خدمت میں عرض کیا، کہ میرے کارخانے مکانات کی قلت کی وجہ سے شہر سے باہر ہیں جس سے ملازمین کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کارخانے کے سازوسامان کو رکھنے کے لئے بھی میرے پاس کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے۔ اگر حکم ہو، تو سنجر بیگ مرحوم کی حویلی میں اپنا سامان رکھ لوں ؟

شہنشاہ نے امانت خاں کے نام حکم جاری کیا، کہ حویلی مذکور اس کے ساکنوں سے خالی کرا کر شہزادہ کے حوالہ کی جائے۔ امانت خاں نہایت ہی حق پسند اور رعایا پرور صوبہ دار تھا۔ اس نے شہنشاہ کے حکم کی تعمیل نہ کی، اورنگ زیب کو جب معلوم ہوا، تو اس نے دوبارہ امانت خاں کے یہاں کہلا بھیجا کہ وہ مکان شہزادہ کو جلد دیدیا جائے، مگر صوبیدار نے پھر بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔

اتفاق سے ایک دن شہزادہ معزالدین، امانت خاں اور دیگر امراء شہنشاہ کی خدمت میں حاضر تھے، کہ محمد علی خاں نے، جو شہنشاہ کے رکاب بردار

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور نہایت منہ لگے مصاحب تھے، اورنگ زیب سے کہا" حضور نے سنجر بیگ کی حویلی کے متعلق کئی مرتبہ احکام صادر فرمائے، مگر صوبیدار صاحب نے ابھی تک اس کی تعمیل نہیں کی،

شہنشاہ کو بڑا غصہ آیا، اور اس نے امانت خاں سے حکم عدولی کا سبب پوچھا، امانت خاں نے ادب سے جواب دیا " جہاں پناہ! جب شہزادے کو جو نہایت با اثر اور دولتمند ہیں بارش کی کثرت کی وجہ سے مکانات نہیں مل رہے ہیں تو سنجر بیگ کے غریب اور بے کس وارثوں کو کوئی مکان کہاں سے مل جائیگا، ان کے پاس تو اتنا سرمایہ بھی نہیں کہ زمین خرید کر کوئی چھوٹا موٹا سا جھونپڑا ڈال سکیں، اور نہ کوئی ایسا سرپرست نظر آتا ہے جسکے زیر سایہ جا کر زندگی کے دن گذار دیں! جہاں پناہ! اگر امراء اور صاحب اقتدار شہزادے مظلوم بیکس اور فاقہ زدہ رعایا کے مکانات پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو انھیں مبارک ہو لیکن کم از کم میری عملداری میں تو ایسا نہیں ہو سکتا! مجھے خدا کو منہ دکھانا ہے! قیامت کے دن اگر میرا معبود مجھسے یہ سوال کرے کہ میں نے تجھکو اپنے کمزور اور مصیبت زدہ مخلوق پر حکومت عطا فرمائی تھی، ان کی سرپرستی اور انکی خدمت تیرے سپرد کی تھی، تو نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو میں کیا جواب دونگا؟ عالیجاہ! اگر آپ کو شہزادہ کی دلداری منظور ہے، تو دوسری صورت نکالئے ورنہ میرا استعفاء قبول فرمائیے!"

شہنشاہ اورنگ زیب نے امانت خاں کی اس دینداری کی بات کو سنکر اپنا بیجا حکم واپس لے لیا، اور آئندہ امانت خاں کی بڑی قدر کرنے لگا،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

خوفِ خُدا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بند کرادیں، اس طرح حضرت شیخ زین العابدین کی جرأت ایمانی اور حق گوئی سے فسق و فجور میں پھنسا ہوا بادشاہ تائب ہو گیا!

خدا کا خوف

شہنشاہ اکبر کے عہد حکومت میں عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خاں بڑی نمایاں شخصیت کے مالک تھے، ان کی شہرت اس زمانہ میں دور دور تک تھی۔ وہ لاہور کے امراء میں سے تھے، اور اپنے علم و لیاقت کی وجہ سے دربار اکبری کے رکن اعظم تھے، صوم و صلوٰۃ کے نہایت پابند اور پرہیزگار بزرگ تھے، کسی حالت میں بھی نماز قضا نہ ہونے دیتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے، کہ شہنشاہ اکبر عصر کے وقت عمدۃ الملک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے فتحپور سیکری کے شاندار تالاب کے کنارے تازی ہوا سے لطف اندوز ہونے کے لئے چہل قدمی فرما رہے تھے، چند قدم کے فاصلے پر حکیم ابوالفتح اور حکیم علی گیلانی اور دیگر درباری امراء کھڑے آپس میں عمدۃ الملک کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، کہ اگر آج یہ حضرت اپنی نماز قضا کر دیں گے، تو ہم اُنھیں پکا فریبکار سمجھینگے اور دوسری صورت میں ہم ان کے معتقد ہو جائیں گے،۔

یہ لوگ اسی قسم کی بات چیت کر رہے تھے کہ نماز کا آخری وقت دیکھکر عمدۃ الملک نے اکبر سے اجازت طلب کی، بادشاہ نے جواب دیا۔ جلدی کیا ہے، قضا پڑھ لینا"

عمدۃ الملک نے دل میں سوچا۔ "بادشاہ اُسے نماز سے باز رکھنا چاہتے ہیں"

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور یہ سوچتے ہی انھوں نے اپنا ہاتھ بادشاہ کے ہاتھ سے چھڑا لیا، اور نہایت سرعت کے ساتھ رومال بچھا کر نیت باندھ لی اور نماز شروع کر دی بادشاہ یہ دیکھکر خاموشی سے ٹہلنے لگا۔ حکیم صاحبان دل میں بہت خفیف ہوئے اور عمدۃ الملک کے تقدس کا اعتراف کیا؟

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایثار

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

صدیق اکبرؓ کا جوش توکل و ایثار

آنحضرت صلعم کے خسر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے، آپ خدا اور رسول کی محبت میں سرشار تھے، آپ کا جوش محبت توکل اور ایثار اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ ایک بار تنگدست اور مفلوک الحال مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیئے آنحضرت صلعم نے صحابہ سے فرمایا، کہ ہر شخص جو کچھ خدا کے نام پر دے سکے کل لیتا آئے، چونکہ ایسے موقعوں پر صدیق اکبر ہمیشہ پیش پیش رہا کرتے تھے حضرت عمرؓ نے چاہا کہ اس مرتبہ وُہ ایثار میں صدیق اکبر سے بڑھ جائیں، چنانچہ صبح کو جب خدمت رسول میں صحابہ نے اپنی اپنی پونجی حاضر کی، تو آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کا سامان زیادہ دیکھکر اُن سے دریافت فرمایا کہ اہل و عیال کے لیئے تم نے کیا چھوڑا؟

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ آدھا مال خدا کے لیئے لے آیا ہوں، اور آدھا بچوں کے لیئے چھوڑ آیا ہوں، چنانچہ دو موزوں میں سے ایک گھر پر چھوڑ آیا ہوں، اور ایک اس سامان میں موجود ہے،

جب حضرت ابوبکر کی باری آئی تو اُن سے بھی آنحضرت نے وہی سوال کیا، آپ نے عرض کیا۔ میرے پاس جو کچھ تھا سب لے آیا ہوں اور اہل و عیال کے لیئے خدا اور اس کا رسول کافی ہیں،،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت علیؓ کا ایثار

حضرت علیؓ پیغمبر اسلام (صلعم) کے حقیقی چچا زاد بھائی اور داماد تھے آپ حضرت ابوطالب کے صاحبزادے تھے پیغمبر صاحب کی سب سے چھیتی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آپ سے منسوب تھیں۔ آپ بڑے بہادر متقی پرہیزگار اور صاحب اخلاق بزرگ تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ پیغمبر اسلام (صلعم) کے زمانہ میں کسی جنگ میں شامل تھے۔ آپکا مقابل نہایت طاقتور اور گستاخ تھا مگر حضرت علیؓ اسپر غالب آ گئے۔ اس کو پچھاڑ کر اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور اسے اسلام کی تلقین کی۔ اسنے آپکے منھ پر تھوک دیا حضرت علیؓ فوراً اسکے سینہ پر سے اتر آئے۔ دشمن نے کہا۔

دشمن :- میں نے تو آپکے اوپر تھوکا آپ کا غصہ اور زیادہ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن آپ مجھے چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔

حضرت علیؓ :- بدبخت، یاد رکھ کہ میں تیرا دشمن صرف خدا کے لئے تھا۔ تو خدا کا دشمن تھا اسلئے میں تیرا دشمن تھا۔ مجھے تجھ سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔ اب تو نے مجھ پر تھوکا ہے۔ میرے نفس کو جوش اور غصہ آ گیا ہے اگر میں تجھے اب قتل کروں تو یہ میری نفس کی غیرت کا اظہار ہوگا۔ اسکو خدا کی غیرت سے کوئی تعلق نہ ہوگا اسوجہ سے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دشمن آپ کے ایثار اور ضبط کو دیکھکر بہت متاثر ہوا اور فوراً مسلمان ہو گیا۔

حضرت حذیفہؓ کا ایثار

حضرت حذیفہؓ ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے، آپ بہت سے غزوات (مذہبی لڑائیاں جنہیں رسول اللہ صلعم شریک تھے) میں شریک ہوئے تھے۔ آپ غزوۂ یرموک کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد میں اپنے چچا زاد بھائی کو زخمیوں میں تلاش کر رہا تھا میرے پاس تھوڑا سا پانی تھا میں خیال کر رہا تھا کہ میرا بھائی زخمی ہونے کیوجہ سے پیاسا ہوگا اُسے ڈھونڈ کر پانی پلاؤنگا اور اس کے چہرہ کو دھوؤں گا ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں نے اپنے جاں بلب بھائی کو پا ہی لیا۔ اسنے اشارے سے پانی پلانے کو کہا، میں جو نہی پانی پلانے کو آگے بڑھا کہ میرے کان میں ہشام ابنِ عاص کی آواز آئی۔ یہ بھی زخمی تھے اور پیاس سے بے چین تھے میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ انکو پانی پلاؤ میں انکے قریب پہنچا کہ اتنے میں ایک تیسرے زخمی بھائی کی آواز کان میں پہنچی وہ بھی پیاس کی وجہ سے جاں بلب تھا۔ ہشام نے مجھے اسکو پانی پلانے کا اشارہ کیا جب میں وہاں پہنچا تو اُن کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر میں ہشام کی طرف لوٹا تو انکو بھی مردہ پایا۔ اس کے بعد میں پریشان ہو کر اپنے بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ انکا بھی انتقال ہو چکا تھا۔

یہ تھا سچے مسلمانوں کا سچا ایثار اور قربانی اور ہمارا اسلام انہیں خوبیوں کی تعلیم دیتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

عدل و انصاف

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت خالدؓ

حضرت خالدؓ کے نام سے ہر مسلمان واقف ہے، آپ اسلام کے اُن نامور فرزندوں میں سے ہیں، جن پر آج اسلام کا ہر فرد فخر محسوس کرتا ہے، آپ نہایت شجیع، اور زبردست سپہ سالار تھے، آپ کے ذریعہ اسلام کو دشمنوں پر معرکۃ الآرا فتوحات حاصل ہوئے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں، ایک مرتبہ آپ سے ایک حقیر سا قصور سرزد ہو گیا آج اسے کوئی اہمیت نہ دی جائے گی، مگر امیر المومنین اُسے کسی طرح نہ نظر انداز کر سکے، جس کا نتیجہ یہ ہے، کہ جب تک اس دنیا میں ایک مسلمان بھی سانس لیتا رہے گا، فخر و نازش محسوس کرے گا!

واقعہ یوں ہے، کہ ایک دفعہ ایک شاعر نے حضرت خالد کے حضور میں ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا جس سے خوش ہو کر انھوں نے اُسے ایک ہزار درہم عنایت فرما دئے یہ بات حضرت عمر فاروق جیسے بیدار مغز خلیفہ سے پوشیدہ نہ رہ سکی، انھوں نے فوراً حضرت خالد سے جواب طلب کیا کہ اگر تم نے یہ رقم بیت المال سے دی ہے، تو خیانت ہے، اور اگر اپنے جیب پر بار ڈالا ہے تو اسراف بیجا کیا ہے، یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں، اس کے ساتھ ہی آپ نے حضرت خالد کو ان کے عہدہ سے برطرف کر دیا، اب وہ اپنی ہی فوج میں محض ایک سپاہی رہ گئے!

حضرت خالد نے جواب دینے میں کچھ تساہل برتا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

عمر فاروق نے سختی کی، اور مجمع عام میں اُن کی دستار کھلوائی پھر جب حضرت خالد نے اپنے جرم کی صفائی پیش کی، تو حضرت عمر فاروق نے انھیں معاف کردیا، مگر انھیں پھر عہدہ سپہ سالاری نہیں ملا، اور وہ فوج میں خوش خوش ہمیشہ ایک سپاہی کی طرح رہے!

امام ابو یوسف کا عدل

امام ابو یوسف کا اصلی نام یعقوب تھا۔ آپ ابراہیم کے لڑکے تھے اور حضرت عتبہ انصاری کی نسل میں سے تھے۔ آپ نے مہدی۔ ہادی اور ہارون الرشید تینوں خلفاء کا زمانہ دیکھا تھا۔

ایک مرتبہ ایک یہودی اور ہارون الرشید کا مقدمہ آپکے پاس آیا دونوں فریق حاضر ہوئے۔ یہودی خلیفہ کے ادب سے ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوا امام ابو یوسف نے فوراً کہا کہ خلیفہ کے برابر آ کر کھڑے ہو۔ انصاف کی عدالت میں کسی کو کسی پر ترجیح نہیں ہے۔ یہاں بادشاہ اور فقیر سب برابر ہیں۔

آج زمانہ بڑی ترقی کر گیا ہے، بہتوں کے خیال میں یہ دور تہذیب تمدن کی معراج ہے! مگر عدل، انصاف، مساوات، اور نکھرے ہوئے تمدن کی جو مثالیں زمانۂ قدیم میں مسلمان بزرگوں اور بادشاہوں نے پیش کر دی ہیں، وہ اب عنقا ہیں، انھیں اسلامی خوبیوں، اور زریں اصولوں کی بنا پر، دور قدیم کے مسلمانوں نے اقوام عالم پر حکومت کی، اور ان کے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قلوب کو موہ لیا تھا!

انصاف کی جیت

سلطان احمد شاہ دہلی میں ۱۳۹۰ء میں پیدا ہوا، اور ۱۴۱۱ء میں گجرات کا بادشاہ ہوا، اور اپنے عدل و انصاف اور دانشمندی سے بہت جلد ملک کا دل ہاتھ میں لے لیا ۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ سلطان کے داماد نے ایک آدمی کو بلا کسی سبب کے، قتل کرا دیا، بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اُس نے اپنے داماد کو گرفتار کر کے قاضی کے سپرد کر دیا اور حکم دیا کہ شرع کے مطابق انصاف کیا جائے! مجرم چونکہ شاہ کا داماد تھا، قاضی نے فیصلہ میں نرمی برتی، مقتول کے ورثا کو کسی نہ کسی طرح راضی کر کے بائیس اشرفیاں خوں بہا میں تجویز کیں، اور بادشاہ کو مقدمہ کے فیصلہ سے آگاہ کیا،

سلطان احمد شاہ کے پاس جب مقدمہ کی مسل پہونچی تو اس نے کہا کہ بے شک مقتول کے ورثا، خوں بہا لینے کو راضی ہیں، مگر چونکہ قاضی نے اس معاملہ میں کمزوری دکھائی ہے اور رعایت سے کام لیا ہے، اسلئے میں اس فیصلہ کو قابل قبول نہیں سمجھتا، اور مجھے اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اگر اسی قسم کے فیصلے دئے جائیں گے، تو نہ صرف انصاف کا خون ہوگا، بلکہ مغرور اور ظالم اشخاص کے حوصلے اور بڑھ جائیں گے اور وہ دولت کے نشہ میں چور ہو کر جس پر چاہیں گے من مانے ستم ڈھائینگے، دن دہاڑے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قتل اور غارتگری کریں گے اور اس طرح ملک میں ابتری پھیل جائے گی۔

چنانچہ اس نے اپنے داماد کو پھانسی کی سزا دی اور حکم دیا کہ قاتل کی لاش سارے رات سولی پر لٹکتی رہے، تاکہ سلطانی اعزا، اور دوسرے دولتمند امرا اس سے درس عبرت لیں اور پھر ظلم کرنے کی ہمت نہ کر سکیں!

ناجائز دباؤ اور سر سیّد احمد خاں

غدر سے پہلے سر سید احمد خاں دلّی میں منصف تھے، اُنہی زمانہ میں ایک انگریز جان پاٹن گنبس سمتھ جج تھا، اتفاقاً دو جاگیردار بھائیوں کا جاگیر کے بارے میں ایک مقدمہ عدالت میں پیش ہوا، ان بھائیوں میں ایک سر سیّد کا بڑا گہرا دوست تھا، دوسرے بھائی نے جج صاحب سے شکایت کی، کہ سر سید احمد خاں میرے بھائی کو میرے خلاف ورغلاتے ہیں، لہذا آپ دونوں کے میل ملاپ کو روک دیجئے، اُس زمانہ میں ہر انگریز کا بڑا رعب تھا، اور جج صاحب تو اپنے عہدے کی وجہ سے خاص رعب وداب رکھتے تھے، چنانچہ جج صاحب نے اس شکایت پر سر سید احمد خاں کو بلا کر کہا، کہ تم اس سے ملنا ترک کر دو سر سید نے کہا کہ میں آپکا ماتحت ہوں، مگر سرکاری معاملات میں، اور سرکاری معاملات میں آپ جو بھی احکام صادر فرمائیں گے میں انہیں بسر و چشم بجالاؤنگا، لیکن میں اپنے ذاتی معاملات میں بالکل آزاد ہوں، اس لئے آپ کا یہ حکم ماننے سے میں قاصر ہوں، آج آپ نے یہ فرمایا ہے، کل آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں، کہ تم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملنا چھوڑ دو، تو یہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کیسے مانا جا سکتا ہے؟

پاٹن صاحب نہایت معقول انسان تھے، سر سید احمد خاں کی صاف گوئی سے بہت خوش ہوئے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

४५

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

الفاظِ عہد

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

عہد کی پابندی

حضرت عمرؓ فاروق بڑے رعب داب کے سردار تھے۔ بڑے بڑے بادشاہ آپکا نام سنکر کانپ اُٹھتے تھے۔ آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ حق گوئی اور حق پرستی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ آپکا ایک واقعہ قابل ذکر ہے جس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ ابتدائی زمانہ کے مسلمان اپنی زبان کے کس قدر پابند تھے۔ جو لفظ زبان سے نکالتے تھے اسکو پتھر کی لکیر سمجھتے تھے۔

ایرانیوں کے لشکر کے مشہور سردار ہرمزان نے جب شکست کھائی تو اسنے جزیہ دینا قبول کیا لیکن پھر بغاوت پر آمادہ ہوا۔ فاروق اعظم کے لشکر نے پھر اسے شکست دی اور اسکو گرفتار کرکے حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عمرؓ اسوقت مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا

حضرت عمرؓ:۔ ہرمزان تو نے کئی بار بد عہدی کی۔ میں نے تجھے کئی بار معاف کر دیا۔ اب تیری بد عہدی کا بدلہ تجھ سے کیوں نہ لیا جائے کیا تو کوئی معقول عذر پیش کرنے کو تیار ہے۔

ہرمزان:۔ امیرالمومنین مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ میرے عذر سننے سے پیشتر ہی مجھے قتل نہ کرا دیں۔

حضرت عمرؓ:۔ ہرمزاں یقین رکھ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ مت ڈر اور اپنے عذر کو بلا کھٹکے پیش کر۔

ہرمزان:۔ امیرالمومنین میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلوا دیجئے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عمرؓ نے پانی پلانے کا حکم دیا۔ ہرمزان نے پانی کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لیتے ہی کہا۔ امیر المومنین میری درخواست ہے کہ میں جبتک یہ پانی نہ پی لوں مجھے قتل نہ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تم یہ پانی نہ پی لو گے اور اپنا عذر نہ بیان کر لوگے تمکو قتل نہ کیا جائیگا تم اپنے آپ کو ہر خطرہ سے محفوظ سمجھو۔ ہرمزان نے پانی کا پیالہ زمین پر پھینکدیا اور کہا۔

ہرمزان :۔ امیر المومنین اب آپ مجھکو قتل نہیں کر سکتے۔ آپنے مجھے امان دی ہے۔

حضرت عمرؓ کو ہرمزان کی اس چالاکی پر بہت غصہ آیا مگر چونکہ آپ زبان دے چکے تھے آپ نے اسے معاف کر دیا اور کہا۔

حضرت عمرؓ :۔ ہرمزان! اگرچہ تو نے مجھے دھوکا دیا ہے لیکن میں تجھے دھوکا نہیں دونگا۔ اسلام دھوکے کی تعلیم نہیں دیتا۔ ایفائے عہد مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ جا میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ ہرمزان حضرت عمرؓ کی زبان کی پابندی اور حسن سلوک کو دیکھکر بہت متاثر ہوا اور سچے دل سے ایمان لے آیا۔ حضرت عمرؓ نے دو ہزار ۲۰۰۰ سالانہ اسکا وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایفائے عہد اور الوالعزمی کی غیر معمولی مثال

جس وقت اسلامی حکومت خاندان بنی امیّہ سے منتقل ہو کر خاندان بنی عباس میں آئی، یہ وقت اس خاندان کے لئے بڑی تباہی اور مصیبت کا وقت تھا، بنی عباس چن چن کر بنی امیہ کو قتل کرتے تھے اور بنی اُمیہ جان کے ڈر سے ادھر ادھر چھپتے پھرتے تھے، انھیں میں ایک سلیمان بن عبد الملک کا بیٹا ابراہیم بھی تھا، یہ نوجوان شہزادہ بڑا عالم، فاضل اور ادیب تھا، چند معزز اور شریف لوگوں کی سفارش سے خلیفہ ابو العباس سفاح نے اس کو امان دیدی تھی، ایک روز خلیفہ نے اس سے پوچھا، کہ جس زمانہ میں تم پر دنیا تنگ ہو رہی تھی، کیا تم کو کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جو یاد رکھنے کے قابل اور حیرت انگیز ہو؟

ابراہیم نے کہا: "حضور ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کی مثل نہ میں نے دیکھا نہ سنا، اور جس کا اثر اب تک میرے دل پر ہے۔"

مقام حیرہ میں جنگل کے کنارہ پر ایک چھوٹا سا مکان ہے، میں اس میں روپوش تھا، ایک روز چھت پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا، کہ چند سیاہ جھنڈے نظر آئے، جو کوفہ سے نکل کر حیرہ کی طرف آ رہے تھے، میں نے سمجھا یہ لوگ میری تلاش میں آ رہے ہیں، میں فوراً مکان کے پچھواڑے سے کوفہ کی طرف چل دیا، کوفہ میں میرا کوئی شناسا نہ تھا، کہ میں اس کے پاس چھپ جاتا، بہت پریشان اور رنجیدہ تھا، اور گھبرا کر ادھر ادھر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دیکھتا جاتا تھا، کہ ایک بڑے دروازہ پر نظر پڑی، اس کا صحن بہت وسیع تھا، میں اندر چلا گیا، دیکھا، کہ ایک خوبصورت جوان گھوڑے پر سوار کہیں جانے کے لئے تیار ہے، اور بہت سے خادم اس کے ارد گرد کھڑے ہیں، اس نے میری طرف دیکھا، اور پوچھا۔ "تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟"

میں نے کہا۔ "ایک پریشان اور خوف زدہ آدمی ہوں، دشمن سے بھاگ کر آپ کے یہاں پناہ لینے آیا ہوں۔"

یہ سنکر وہ جوان مجھے مکان کے اندر لے گیا: اور ایک خاص کمرہ میرے رہنے کے لئے تجویز کیا، میں کئی روز تک اس میں نہایت آرام سے رہا، عمدہ عمدہ چیزیں میرے لئے ہر وقت موجود رہتی تھیں، اس نے مجھ سے کبھی نہیں پوچھا کہ تم کون ہو، میں دیکھتا تھا، کہ وہ روزانہ صبح کو گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جاتا تھا، اور ظہر کے قریب واپس آتا تھا، ایک روز میں نے اس سے پوچھا۔ "آپ روزانہ کہاں اور کس غرض سے جاتے ہیں؟"

نوجوان نے کہا۔ "بھائی میرے باپ کو ابراہیم بن سلیمان نے بلا وجہ قتل کر دیا تھا: معلوم ہوا ہے کہ وہ حیرہ میں چھپا ہوا ہے، اس کی تلاش میں روزانہ جاتا ہوں، کہ اپنے باپ کا بدلہ اس سے لوں۔"

میں یہ سنکر حیران رہ گیا، کہ قضا نے مجھے ایسے شخص کے پاس پہونچا دیا ہے، جو میرے خون کا پیاسا ہے۔ خدا کی قسم امیر المومنین! میں اس وقت اپنی زندگی سے سیر اور جان سے بیزار ہو گیا،

میں نے اس کا اور اس کے باپ کا نام پوچھا، واقعی وہ سچ کہتا تھا،۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

میں نے اس سے کہا، کہ تم نے مجھپر احسان کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ میں تمھارے دشمن کا پتہ لگاؤں بلکہ اس کو سامنے لاکر کھڑا کردوں، اچھا لو سنو! تمھارے باپ کا قاتل میں ہوں" مجھ سے بدلہ لے لو!

نوجوان نے مسکرا کر کہا: " بہت دنوں کی روپوشی اور بال بچوں کی جدائی کے رنج سے تنگ آکر جان سے بیزار ہو گئے ہو، اور چاہتے ہو کہ اس بہانے اس غم سے نجات ملجائے!"

میں نے کہا۔ "نہیں! خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں، اور میں نے کچھ نشان بتائے، اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، آنکھیں سرخ ہو گئیں، دیر تک خاموش رہا، پھر کہنے لگا۔ " اگر تم میرے باپ کے قاتل ہو تو جلد اس کے پاس پہونچوگے، اور وہ خود اپنے خون کا بدلہ تم سے لے لیگا" میں نے تم کو امان دی ہے، اس عہد کو اب توڑ نہیں سکتا، یہ لو ایک ہزار اشرفیاں زادراہ کے لئے اور فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔" کیونکہ میں اپنے نفس سے مطمئن نہیں ہوں"

میں نے غیرت سے اشرفیاں لینا قبول نہ کیا، اور اس کی شرافت کا گہرا اثر دل پر لئے حیرت واستعجاب کے عالم میں اس کے مکان سے باہر چلا آیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دیانت داری

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت عمر ابن عبد العزیز کی دیانت داری

حضرت عمر ابن عبد العزیز بہت ہی نیک نفس۔ پرہیزگار اور دیانت دار خلیفہ تھے۔ آپ ایثار اور احتیاط کے مجسمہ تھے۔ ایک رات کو بیٹھے ہوئے کچھ حکومت کا کام کر رہے تھے۔ چراغ روشن تھا۔ کچھ ضروری کاغذات دیکھ رہے تھے۔ اس اثنا میں ایک غلام حاضر ہوا اور آپ کے نجی کاموں کے متعلق جنکا رعایا یا حکومت سے کوئی تعلق نہ تھا کچھ باتیں کرنے لگا۔ خلیفہ نے کہا چراغ گل کر دو اور اس کے بعد جو کچھ کہنا ہے کہو۔ کیونکہ جو تیل اس چراغ میں جل رہا ہے وہ ہمارا نہیں ہے بلکہ اسکی قیمت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کی گئی ہے۔ اسواسطے میں اس کو اپنے نجی کاموں کے واسطے صرف نہیں کر سکتا۔ اس کا جائز صرف صرف مسلمانوں کے کام میں ہونا چاہیئے۔ غلام نے اسی وقت چراغ گل کر دیا اور پھر باتیں کرتا رہا۔

جب غلام باتیں کر چکا اور رخصت ہونے لگا تو اسنے چراغ پھر روشن کر دیا۔ اور حضرت عمر اپنے ضروری کاغذات کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔

یہ تھی اسلامی بادشاہوں کی دیانت داری اور احتیاط وہ خدا سے ہر وقت ڈرتے رہتے تھے مسلمانوں کے کام کی انجام دہی میں ہر وقت مصروف رہتے تھے۔ اور تھوڑا سا تیل بھی اپنے نجی کام میں صرف نہ کر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جائز سمجھتے تھے۔ اسی امانت اور دیانتداری کی وجہ سے انکا نام ابھی تک زندہ ہے اور انہی کی خوبیوں کی وجہ سے اسلام نے اسقدر ترقی کی۔

ایک عربی لڑکی کی سچائی اور دیانتداری

حضرت عمرؓ کا دستور تھا کہ وہ راتکو بھیس بدلکر مدینہ منورہ میں گشت لگاتے تھے تاکہ وہ اپنی رعایا کے حالات اور مصائب سے واقف ہو کر انکی شکایتوں کو دور کریں۔ ایک مرتبہ وہ اپنے غلام اسلم کے ساتھ گشت کو نکلے۔ راستہ میں آپ نے ایک مکان سے آواز سنی کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے۔

ماں ۔ بچی دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے۔ آج اتفاقاً کم ہے اور ہمارے گاہک زیادہ ہیں۔

لڑکی ۔ ماں ابھی چند ہی دن ہوئے کہ امیرالمومنین نے منادی کرائی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر نہ بیچا جائے۔

ماں ۔ بچی تو بھی کیسی باتیں کرتی ہے۔ یہاں نہ تو امیرالمومنین ہیں نہ انکے حکام ۔ رات کا وقت ہے کون دیکھے گا۔ اور امیرالمومنین تک اس واقعہ کی خبر کون پہنچائے گا۔

لڑکی ۔ یہ تو ایمانداری کے خلاف ہے۔ ظاہرا تو اطاعت اور دیانتداری برتی جائے اور غائبانہ بے ایمانی اور خیانت۔ خدا تو دیکھتا ہے۔ ایک روز ہمکو اسکے سامنے جانا ہے۔

حضرت عمرؓ لڑکی کی اس گفتگو کو سنکر بہت خوش ہوئے اور اسکی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حق گوئی نے انکے دلمیں اسکی محبت پیدا کردی صبح کو آپ نے اس لڑکی کو بلوایا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے عاصم کی شادی کردی اسی لڑکی سے ام عاصم پیدا ہوئیں جو بڑی نیک بی بی تھیں اور حضرت عمر ابن عبد العزیز جیسے نیک پرہیز گار اور حق پرست خلیفہ کی ماں تھیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ کی دیانت

حضرت امام ابو حنیفہ اہل سنت کے مشہور امام ہیں، آپ کا وطن کوفہ تھا، آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ بڑے محتاط، محدث اور فقیہ گذرے ہیں،

حضرت امام ابو حنیفہؒ بصرہ کے ایک تاجر کی شرکت میں ریشمی کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے، کہ آپ نے اپنے شریک تجارت کے پاس کچھ ریشمی کپڑوں کے تھان فروخت کرنے کے لئے بھیجے، اور اس کے یہاں کہلا بھیجا کہ ان تھانوں میں ایک تھان میں کچھ عیب ہے، جب اسے بیچنا تو خریدار پر اس کا عیب ضرور ظاہر کر دینا،

جب سال ختم ہوا، اور حساب کتاب کا وقت آیا، تو امام صاحب کا شریک تجارت آپ کے حصہ کی رقم لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میں آپکے حصہ کی رقم لیکر آیا ہوں، امام صاحب نے اس سے سوال کیا بھائی تم نے اس تھان کا عیب خریدار پر ظاہر کر دیا تھا؟"

اس نے جواب دیا، "نہیں! اگر میں اُسے ظاہر کرتا، تو وہ تھان تیس ہزار درہموں میں کبھی فروخت نہ ہوتا،۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

امام صاحب نے نہایت غمزدہ لہجہ میں کہا: "یہ تم نے بہت برا کیا،
تم کو خدا کے یہاں اس کا جواب دینا پڑے گا۔"
یہ کہکر آپ نے وہ بتیس ہزار درہم خیرات کر دئے،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

فرض شناسی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک چوکیدار کی فرض شناسی

منصور ابو جعفر خلیفہ ابو العباس سفاح عباسی کا ولیعہد تھا وہ علم کا بہت ہی شوقین تھا اور علم کی تلاش میں شہر بہ شہر پھرا کرتا تھا۔ ایک دن وہ ایک ایسے مقام پر اُترا جہاں ہر مسافر سے دو درہم محصول وصول کیا جاتا تھا چوکیدار نے منصور سے کہا۔

چوکیدار :۔ خلیفہ کا حکم ہے کہ ہر شخص سے مقررہ محصول لیکر اُترنے کی اجازت دی جائے۔ لہذا آپ یہاں اسوقت تک قیام نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ سلطنت کا محصول ادا نہ کر دیں۔

منصور :۔ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ میں ابو العباس کا بیٹا ہوں لہذا مجھ سے محصول مت لو۔

چوکیدار :۔ حضور میں خلیفہ کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔

منصور :۔ میں رسول اللہ (صلعم) کے چچا کی نسل سے ہوں۔

چوکیدار :۔ آئین حکومت کے خلاف میں ہرگز نہیں کر سکتا۔

منصور :۔ میں حافظ قرآن ہوں۔ عالم ہوں اور فقیہہ ہوں۔ دو درہم کیا چیز ہیں ہزار ہزار درہم کا ایک ایک نکتہ بیان کرونگا۔

چوکیدار :۔ حضرت یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن سلطنت کے قانون میں کسی کے ساتھ رعایت اور رواداری جائز نہیں۔ اگر میں ایسا کروں تو میں محسن کش اور نمک حرام کہلاؤنگا۔ مجھے اس عذر سے مجھے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

ایک قاضی کی فرض شناسی

خلیفہ الحکم اسپین کا نہایت مشہور و معروف بادشاہ گزرا ہے، اور سنہ ۲۰۸ھ تک نہایت ہی شان و شوکت سے حکومت کی، بہت ہی عادل اور فیاض، بادشاہ تھا، اور جب بادشاہ اچھا ہوتا ہے، تو ملک کی عام اخلاقی حالت بھی اچھی ہو جاتی ہے، چنانچہ اس کے عمال و حکام بھی از حد حق پرست و انصاف پرور تھے۔

ایک مرتبہ الحکم کو ایک نہایت ہی شاندار محل ایک ایسے مقام پر بنوانے کا خیال پیدا ہوا جو خوب پرفضا ہو، جس جگہ کا اس نے انتخاب کیا تھا، وہاں پر اتفاقاً ایک بیوہ عورت کی جھونپڑی تھی، اور وہ نہایت عفت اور پاکبازی کے ساتھ محنت اور مزدوری کر کے اپنی زندگی کے دن گذار رہی تھی، خلیفہ نے اسکا مکان خریدنا چاہا، مگر بڑھیا کسی طرح راضی نہ ہوئی، نتیجہ یہ ہوا، کہ اس بیوہ عورت کا مکان ضبط کر لیا گیا، اور وہاں بادشاہ کا محل بننے لگا، عورت اگرچہ بیوہ تھی، بوڑھی تھی، اور غریب تھی، مگر تھی مسلمہ اسلام نے ہر مسلم اور مسلمہ کو مساوات کے حقوق عطا کئے ہیں، بڑھیا اس بات سے خوب واقف تھی اس نے الحکم کی بادشاہت اور دنیاوی شان و شوکت کا کچھ خیال نہ کیا، وہ، محکمہ قضا میں پہنچی اور بادشاہ پر نالش دائر کر دی، قاضی سے کہا کہ میرا مقابلہ خلیفۂ وقت سے ہے، مگر تم قاضی ہو، اور تمہارا فرض ہے کہ انصاف کرو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو یاد رکھو خدا کے یہاں جواب دہ ہو گے،

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قاضی اس کی یہ دلیرانہ گفتگو سنکر بہت متحیر ہوا، اور اس سے کہا، کہ تو اطمینان رکھ، میں اپنے فرائض کی اہمیت کو خوب سمجھتا ہوں اور خداوند کریم کے قہر سے بھی خوب واقف ہوں، بادشاہ اگرچہ بعض اوقات سخت مزاجی سے کام لیتا ہے لیکن اس کی یہ سخت مزاجی مجھے جادۂ مستقیم سے نہیں ہٹا سکتی، بڑھیا چلی گئی اس کے جانے کے بعد قاضی سوچتا رہا، آخرکار اس کے ذہن میں ایک تدبیر آئی۔

دوسرے دن جب بادشاہ اپنے محلات و باغات کو دیکھ رہا تھا، تو اُسنے دیکھا، کہ قاضی صاحب ایک گدھے پر خالی بورے رکھے ہوئے چلے آرہے ہیں، خلیفہ ان کی بڑی عزت کرتا تھا، بہت ہی اخلاق سے ملا، اور پوچھا، کہ آپ کیسے تشریف لائے قاضی صاحب نے کہا، کہ میں اس جگہ کی تھوڑی سی مٹی لینے آیا ہوں، خلیفہ نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی، جب قاضی صاحب اپنے بوروں کو مٹی سے بھر چکے، تو انھوں نے خلیفہ سے کہا، کہ ذرا ان بوروں کو اٹھوا کر میرے گدھے پر رکھوا دیجئے، خلیفہ نے ایک بورا اٹھانے کا ارادہ کیا۔ لیکن وہ بہت بھاری تھا، اس لئے اٹھ نہ سکا، قاضی صاحب نے کہا، امیرالمومنین جب آپ ایک بورے کا بوجھ دوسرے کی مدد سے نہ اٹھا سکے تو قیامت کے دن آپ بیوہ کی ساری زمین کا بوجھ کس طرح اٹھا سکیں گے؟ قیامت کے دن خداوند کریم عدالت کی کرسی پر جلوہ گر ہوگا، شاہ اور گدا، امیر اور فقیر چھوٹے اور بڑے، سب اس کے حضور میں حاضر ہونگے، وہ ہر شخص سے ذرہ ذرہ کا حساب لے گا، آج آپ دنیا کی اس عارضی طاقت اور حکومت پر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بھولے ہوئے ہیں، اور آپ نے اپنی ایک غریب اور بے کس رعایا پر ظلم ڈھایا ہے،۔ اس کی زمین اور اس کا مکان ضبط کر لیا ہے، وہ آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی لیکن اپنی آہ و فریاد وہ ضرور رب العالمین تک پہونچا سکتی ہے اور امیر المومنین ! مظلوم اور دکھے ہوئے دل کی آہ عرش کے پائے ہلا ڈالتی ہے، اور خدا کی لاٹھی، مظلوم کی حمایت میں برق بنکر ظالم اور طاقت ور کے خرمن پر گرتی ہے اور اسے جلا کر خاک سیاہ کر ڈالتی ہے، کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جب یہ غریب بڑھیا احکم الحاکمین کے سامنے اپنا استغاثہ پیش کرے گی تو آپ کیا جواب دیں گے ؟،

الحکم قاضی صاحب کی ان سچی اور پراثر نصیحتوں کو سنکر لرز اٹھا، اور بڑی معذرت کی اور اپنا بنا بنایا محل اور باغ مع تمام ساز و سامان کے اس بڑھیا کو دے دیا اور اس سے اپنے قصور کی معافی بھی مانگی،۔

نظام الملک طوسی کی حقیقت شناسی

نظام الملک طوسی سلطان ملک شاہ سلجوقی کا وزیر با تدبیر تھا، عمر خیام اور حسن بن صباح اس کے ہم مکتب تھے، انتیس ۲۹ سال تک اس نے سلاطین سلجوق کی وزارت کی، وہ بڑا قابل دانشمند، علم دوست، اور منکسر المزاج وزیر تھا اگر کوئی بڑا عالم اس کے یہاں آجاتا تو اس کی وہ بڑی عزت کرتا، خود اپنی مسند سے اٹھکر اسے اپنی جگہ پر بٹھاتا،۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھا فقیر اس کے پاس آیا، نظام الملک اپنی مسند سے اٹھ کھڑا ہوا، اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھلا دیا، حاضرین مجلس کو بڑا تعجب ہوا، انہیں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سے ایک شخص نے نظام الملک سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے، جو آپ ایک غریب جاہل فقیر کو یہ مرتبہ دیتے ہیں، نظام الملک ہنسا اور بولا، جتنے بڑے اور دولت مند لوگ میرے پاس آتے ہیں، سب میری بیجا خوشامد کرتے ہیں، جھوٹی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں، اور جو صفات مجھ میں نہیں ہیں ان کو بھی نہایت شد و مد کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجھ میں خودنمائی، تکبر اور غرور پیدا ہوتا جاتا ہے، اور جب یہ بزرگ فقیر آتے ہیں تو مجھے اچھی اچھی نصیحتیں کرتے ہیں، میرے عیوب اور میری کمزوریاں ظاہر کرتے ہیں، اس سے میری اصلاح ہو جاتی ہے، اور مجھ میں انکساری اور دانشمندی پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ میں ان کی عزت کرتا ہوں،۔

تمام لوگ نظام الملک کی اس گفتگو کو سنکر حیران اور ششدر رہ گئے!۔

منشی امیر احمد مینائی کی فرض شناسی

منشی امیر احمد مینائی حضرت مخدوم شاہ مینا صاحب قدس سرہ کی نسل سے تھے، آپ سنہ ۱۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے، سنہ ۱۲۷۹ھ میں رامپور آئے، آخر عمر میں حیدرآباد چلے گئے اور وہیں ۱۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں انتقال فرمایا،۔

رامپور میں نواب سید یوسف علی خاں کے زمانۂ حکومت میں منشی صاحب مرحوم عدالت دیوانی کے مفتی تھے، شہزادہ کلب علی خاں اسوقت ولی عہد سلطنت تھے اتفاقاً ان کا باورچی کسی جرم میں ماخوذ ہوا، اس کا مقدمہ مفتی صاحب کی عدالت میں آیا، ولی عہد بہادر نے مفتی صاحب کے یہاں سفارش کہلا بھیجی، لیکن

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

منشی صاحب نے ان کی سفارش پر کوئی توجہ نہ کی، اور باورچی کے خلاف مقدمہ فیصل کر دیا، ولی عہد کو یہ بات بہت ناگوار گذری۔

جب نواب کلب علی خاں اپنے والد کے انتقال کے بعد والئے ریاست قرار پائے تو منشی امیر احمد کے دل میں خطرہ گذرا کہ نواب صاحب مجھ سے انتقام نہ لیں اس خیال سے انھوں نے رامپور چھوڑنے کا ارادہ کر لیا،

نواب صاحب کو جب ان کی روانگی کے ارادہ کا حال معلوم ہوا، تو انھوں نے منشی امیر احمد کو بلا کر کہا، کہ آپ یہاں سے کیوں تشریف لئے جا رہے ہیں؟ منشی صاحب نے جواب دیا، "چونکہ مجھے معلوم ہے کہ حضور اس باورچی والے واقعہ کے بعد سے مجھ سے ناخوش ہیں اس وجہ سے میں نے رامپور کو چھوڑنا مناسب خیال کیا ہے" نواب صاحب نے فرمایا، "بے شک میں اس وقت آپ سے ناخوش تھا، لیکن اب میں آپ کی اس فرض شناسی کو بہت قدر اور وقعت کی نظروں سے دیکھتا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ نے جب میرا اثر نہ مانا، تو آپ آئندہ بھی اپنے ادائے فرائض میں کسی کا پاس و لحاظ نہ کریں گے، آپ اطمینان سے یہاں رہیئے!"

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سخاوت اور مہمان نوازی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

خلیفہ مامون الرشید کی مہمان نوازی

مامون الرشید خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا۔ اور اپنے بھائی امین الرشید کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا تھا۔ یہ نہایت ہی علم دوست عقلمند اور بیدار مغز بادشاہ تھا۔ عالموں کی بہت قدر کرتا تھا۔ بہت مہمان نواز اور سخی تھا۔ اس کی مہمان نوازی کا ایک واقعہ قاضی یحییٰ ابن اکثم نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایکمرتبہ مامون الرشید کے یہاں رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ جس کمرہ میں میں سو رہا تھا اس کے قریب ہی دوسرے کمرہ میں خلیفہ بھی آرام کر رہا تھا۔ اتفاقاً آدھی رات گذرنے کے بعد مجھے پیاس معلوم ہوئی میں، بستر سے اٹھا اور جس مقام پر پانی رکھا ہوا تھا ادھر چلا۔ خلیفہ جاگ رہا تھا اُسنے مجھے دیکھا اور اسطرح ہم کلام ہوا۔

مامون :۔ کہاں جا رہے ہو؟

قاضی :۔ امیرالمومنین مجھے پیاس معلوم ہو رہی ہے۔ پانی پینے جا رہا ہوں

مامون :۔ اپنی جگہ پر جاؤ۔ پانی وہیں آ جائے گا۔

یہ کہکر مامون الرشید خود اُٹھا اور پانی لیکر میرے سرہانے آیا اور مجھ سے کہا۔

مامون :۔ یحییٰ! اُٹھو پانی حاضر ہے۔

قاضی :۔ امیرالمومنین کیا اسوقت کوئی غلام یا لونڈی موجود نہ تھی۔

مامون :۔ نہیں وہ سب سو رہے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قاضی :- امیر المومنین۔ آپ نے کیوں تکلیف فرمائی میں خود اٹھکر پی لیتا۔
مامون :- مہمان کی خدمت نہ کرنا آئین مروت اور مہمان داری کے خلاف ہے۔ میں نے ہارون الرشید سے ایک حدیث سنی ہے کہ قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمان بادشاہ اپنی انھیں خوبیوں اور اوصاف کی وجہ سے اپنی رعایا کے دلوں کو موہ لیتے تھے۔ اور اپنی سلطنت کا سکہ انکے دلوں پر بٹھا دیتے تھے۔

ایک عرب کی سخاوت

ملک عرب میں قیس ابن سعد اپنے زمانہ کا بہت بڑا سخی مشہور تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اُسکے کچھ دوستوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تمنے اپنے آپ سے زیادہ سخی کسی کو دیکھا ہے۔ اسنے جواب دیا۔ ہاں! ایک مرتبہ میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ صحرا میں سفر کر رہا تھا۔ رہبر کی غلطی سے ہم راستہ بھول گئے۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہم پریشان تھے۔ دور سے ہمکو ایک بدوی کا خیمہ نظر آیا۔ ہم اس خیمہ کی طرف چلے۔ قریب پہنچکر ہم نے آواز دی۔ ایک عورت خیمہ سے باہر نکلی۔ اسنے ہمارا حال دریافت کیا۔ اور ہم سے ٹھیرنے کو کہا۔ اتنے میں اسکا شوہر آگیا۔ اُسنے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں۔ راستہ بھول کر یہاں آنکلے ہیں۔ اسکا شوہر بہت خوش ہوا اور اسنے ہملوگوں کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور بہت خاطر و مدارات کی۔ اسکے بعد وہ باہر گیا اور ایک بہت موٹا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تازہ اونٹ لیکر آیا۔ اسنے اسکو ذبح کر کے ہماری ضیافت کی دوسرے دن پھر اُسنے ویسا ہی ایک اونٹ ذبح کیا اور اسکا گوشت بھوننے لگا۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ نے کل جو اونٹ ذبح کیا تھا اسکا گوشت بہت سا باقی ہے آج آپ نے دوسرا اونٹ کیوں ذبح کیا۔ اس بدوی نے جواب دیا کہ میں اپنے مہمان کو باسی گوشت نہیں کھلاتا۔

اتفاقاً بارش شروع ہو گئی اور کئی روز برابر پانی برستا رہا! در ہم اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ نہ ہو سکے۔ وہ مہمان نواز بدوی اسی طرح ہر روز ایک اونٹ ذبح کرتا اور ہماری ضیافت کرتا رہا۔ جب بارش رکی تو ہم نے کوچ کا ارادہ کیا اور چلتے وقت ایک ہزار دینار کی تھیلی اسکے گھر میں ڈالدی اور پچھلی رات کو روانہ ہو گئے۔ ہم لوگ چلے جارہے تھے۔ آفتاب خوب بلند ہو چکا تھا۔ دھوپ کی تیزی بڑھ رہی تھی۔ ہمنے ایک آواز سنی۔ پیچھے پھر کر دیکھا تو ہمارا وہی میزبان بدوی چیختا پکارتا دوڑا چلا آرہا ہے۔ ہم لوگ ٹھہر گئے۔ وہ ہمارے قریب پہنچا اور نہایت غصہ سے کہنے لگا کہ تمنے میری ضیافت کی قیمت ادا کر کے مجھے ذلیل کیا۔ لو یہ اپنی تھیلی ورنہ میں تمکو اپنے نیزہ سے ہلاک کر دونگا۔ میں نے ڈر کی وجہ سے تھیلی واپس لے لی۔ تھیلی دیکر وہ لوٹ گیا اور ہم نے پھر اپنا سفر شروع کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

متفرق کہانیاں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اسلام میں اکل حلال کی اہمیت

حضرت ابراہیم ابن ادہم بہت بڑے بزرگ تھے اور بلخ کے بادشاہ تھے لیکن خدا کی محبت کے نشہ میں چور تھے آپنے بادشاہت پر لات مار کر زہد وفقیری اختیار فرمائی - ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ ایک دن آپ نے ایک شخص سے کچھ خرمے خریدے - جب خرید چکے تو آپنے دیکھا کہ دو خرمے نیچے گرے پڑے ہوئے ہیں لہذا آپنے انہیں اٹھا کر کھا لیا۔ سال بھر بعد جب آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تو رات میں آپنے خواب دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے - ایک فرشتہ نے دوسرے فرشتہ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون شخص ہے - دوسرے فرشتہ نے جواب دیا کہ ہاں! یہ ابراہیم ابن ادہم ہیں اور کچھ زمانہ بیشتر خداوند کریم کے بہت مقبول بندوں میں سے تھے ۔ مگر جب سے آپ نے وہ دو خرمے جو آپ کے خریدے ہوئے خرموں میں سے نہ تھے غلطی سے کھائے ہیں - اسوقت سے آپکا تقرب زائل ہو گیا ہے - یہ کہکر وہ دونوں فرشتے غائب ہو گئے - جب حضرت ابراہیم کی آنکھ کھلی تو آپ بہت پریشان ہوئے اور فوراً مکہ معظمہ واپس آئے - اور اس خرمے والے کی دوکان پر تشریف لے گئے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ وہ بوڑھا خرمے والا تو مر چکا ہے اور اسکے بجائے اسکا لڑکا اب خرموں کی تجارت کرتا ہے - حضرت ابراہیم نے اس نوجوان تاجر سے سارا ماجرا بیان کیا اور اس سے معافی مانگی - اس تاجر نے کہا کہ میں اپنا حصہ تو معاف کرتا ہوں لیکن میری ماں اور بہن بھی میرے والد کے ترکہ کی وارث

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہیں حضرت ابراہیم نے ان دونوں کا پتہ پوچھا اور باری باری ان دونوں درناؤ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان سے نہایت عاجزی سے معافی مانگی اِن دنوں نے بھی اپنا اپنا حصہ معاف کر دیا۔ اسکے بعد حضرت ابراہیم پھر بیت المقدس تشریف لائے اور آپ نے رات کو خواب میں دیکھا کہ وہی دونوں فرشتے آسمان سے اُترے ہیں اور اُن میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ مرحبا! حضرت ابراہیم کو پھر وہی تقرب اور بزرگی حاصل ہو گئی کیونکہ انھوں نے اپنی خطا معاف کرالی حضرت ابراہیم یہ سنکر خواب ہی میں مارے خوشی کے رو دئیے۔ آنکھ کھلی تو آپکا بند بند کانپ رہا تھا۔

خلیفہ ہارون اور فضل برمکی

یحییٰ برمکی کے دو لڑکے تھے جعفر اور فضل۔ برامکہ کا خاندان اپنے علم و فضل۔ سخاوت اور داد و دہش کے لئے بہت مشہور تھا۔ افسوس کہ یہ ہر دلعزیز اور عظیم الشان خاندان آن کی آن میں تباہ و برباد ہو گیا۔ جو لوگ کہ شہزادوں اور بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے وہ ٹکڑوں کو محتاج ہو گئے۔ ہارون رشید نے اپنے وزیر جعفر برمکی کو قتل کر دینے کے بعد جو سختیاں آلِ برمک پر کیں اسکی نظیر صفحات تاریخ پر مشکل سے ملے گی۔ بھائی کے قتل کے بعد فضل نے کھانا پینا سب چھوڑ دیا تھا اور ہر وقت بھائی کے غم میں روتا پیٹتا رہتا تھا ہارون کو جب یہ خبر لگی تو فضل کے پاس آیا اور کہا۔

ہارون :۔ جعفر تمھارا سوتیلا بھائی تھا۔ وہ تمھارا بدخواہ تھا اور ہر وقت

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تمہارے خلاف میرے کان بھرا کرتا تھا۔ اسکے علاوہ وہ فاسق اور بد افعال بھی تھا۔ ایسے بڑے آدمی کی موت پر تم کیوں بقدر رنج کرتے ہو۔

فضل نے اسکا کوئی جواب نہ دیا اور برابر روتا رہا۔ ہارون نے اسے اپنے گلے سے لگالیا۔ بہت تسلی اور تشفی کی اور جو چادر اوڑھے ہوئے تھا وہ اتار کر اسے اڑھادی۔ بڑی مشکل سے اسے کھانا کھلایا اور پھر اس سے کہا۔

ہارون :۔ فضل وہ تمھارا بہت بڑا دشمن تھا وہ تمکو معزول کرنا چاہتا تھا۔

فضل :۔ امیر المومنین! ممکن ہے کہ جیسا آپ فرماتے ہیں جعفر ایسا ہی ہو لیکن آپکو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ جعفر جیسا وزیر آپ کو نہ مل سکے گا وہ یقیناً بے گناہ تھا۔ اس نے آپ کی سلطنت کی مضبوطی اور شہرت کے لئے بہت کچھ کیا تھا۔ جب آپ نے ایسے وزیر کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے اور یحییٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا۔ آپ کی محسن کشی تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ قایم رہے گی۔

فضل کی اس آزادانہ اور دلیرانہ تقریر سے ہارون خفا ہوکر چلا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

حضرت مالک ابنِ دینار کا رُوحانی فیض

حضرت مالک ابنِ دینار بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ نے علوم دینی کی ترقی اور ترویج میں بہت کوشش کی تھی۔

ایک رات کا واقعہ ہے کہ ایک چور آپ کے مکان میں گھس آیا۔ گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر کوئی چیز نہ پا سکا۔ آخر کار نا امید ہو کر واپسی کا ارادہ کیا۔ حضرت مالک شب بیدار تو تھے ہی۔ جاگ رہے تھے جب چور کو خالی ہاتھ واپس جاتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ تو نے میرے یہاں دنیا طلب کی۔ بھلا مجکو دنیا سے کیا واسطہ اس وجہ سے تو کچھ نہ پا سکا۔ اگر تو آخرت طلب کرتا تو ضرور پاتا۔ کیا تجھے آخرت کی خواہش ہے؟ اگر ہے تو میرے پاس آ۔ چور آپکا کلام سنکر بہت متاثر ہوا۔ وہ آگے بڑھا اور حضرت مالک کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور چوری سے توبہ کی۔ جب صبح ہوئی اور حضرت مالک حسب دستور مسجد کی طرف جانے لگے تو آپ نے اس چور کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ راستہ میں آپکے شاگردوں نے آپ کے ساتھ ایک اجنبی کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے۔ حضرت مالک نے جواب دیا یہ مجھے شکار کرنے آیا تھا میں نے اسکو شکار کر لیا۔

اسی چور نے حضرت مالک کی صحبت اور تعلیم کی برکت سے دینداری میں بہت بڑا درجہ حاصل کیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سلطان عضد الدولہ کی بیدارمغزی

شاہان دیالمہ میں سلطان عضد الدولہ سے زیادہ بیدار مغز، عقلمند اور مدبر کوئی بادشاہ نہیں گذرا ہے، فارس اور کرمان میں اس کی مستقل حکومت تھی، اسکی بیدارمغزی کا ایک قصہ مشہور ہے، ایک مرتبہ ایک شخص کسی جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے اپنا وطن چھوڑنے پر آمادہ ہوا، اُس نے قاضی شہر کے پاس جو نہایت امین مشہور تھا، بتیس ہزار دینار امانتاً رکھے، اور دس برس کے بعد جب وہ واپس آیا، تو قاضی کے پاس گیا، اور اپنی امانت طلب کی، قاضی صاحب کی نیت میں فتور آچکا تھا، چونکہ اس رقم کا کوئی گواہ اور شاہد موجود نہ تھا اسلئے انھوں نے اُسے خرد برد کرنے کا ارادہ کیا، اس شخص سے کہا کہ میں تو تم کو جانتا بھی نہیں، میرے پاس تمھاری امانت کیسے آگئی؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھے ذلیل اور رسوا کرنا چاہتے ہو،

وہ شخص قاضی کے اس جواب سے سخت پریشان ہوا، اور عضد الدولہ کی خدمت میں اپنی فریاد لیکر پہونچا، اور قاضی کی خیانت کا پورا واقعہ بیان کیا، عضد الدولہ نے اس کو دو سو دینار دیکر کہا، کہ اس وقت جاؤ، اور جب میں تمھیں بلاؤں، فوراً چلے آنا، اس کے بعد سلطان نے قاضی صاحب کو بلوایا، اور انسے تنہائی میں کہا، کہ دنیا چند روزہ ہے، میری زندگی کا بھی کیا اعتبار آج مرے کل دوسرا دن، یہی وجہ ہے، کہ مجھے اپنے شہزادوں اور شہزادیوں کے، متعلق بڑی فکر ہے، مجھے یقین ہے، کہ میرے مرنے کے بعد وہ اپنی،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بہنوں کے ساتھ برا سلوک کرینگے، اور ان کا شرعی حصہ انھیں نہ دینگے، اسلئے میری خواہش ہے، کہ میں اپنے سارے جواہرات اور نقد روپیہ آپ کے پاس امانتاً رکھدوں، تاکہ میرے بعد جب میری لڑکیوں پر مصیبت پڑے، اور شہزادے ان کی حق تلفی کریں، تو آپ اُن کی مدد کریں، آپ نہایت ایماندار، متقی اور پرہیزگار ہیں، آپ کے اوپر مجھے پورا پورا اعتماد ہے آپ سے اچھا امین مجھے کوئی دوسرا نہیں مل سکتا، اس وقت آپ کو میں دو سو دینار دیتا ہوں، آپ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے مکان میں تہ خانہ بنوائیں تاکہ مذکورہ زر وجواہر میں آپ کے سپرد کردوں،

قاضی صاحب یہ سنکر دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے، انھیں خیال ہوا کہ جب سلطان کو مجھ پر اسقدر اعتماد ہے، تو وہ آدمی لاکھ روئے پیٹے ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا، اور سلطان کے مرنے پر اتنا بڑا شاہی خزانہ بھی میرے ہاتھ آجائیگا، کیونکہ اس خزانہ کا بھی نہ کوئی شاہد ہے اور نہ گواہ!

قاضی صاحب خوش خوش اپنے گھر تشریف لے گئے، اور تہ خانہ بنوانے میں ہمہ تن مشغول ہوگئے، جب وہ بنکر تیار ہوگیا، تو قاضی صاحب سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا، کہ پوشیدہ تہ خانہ بن گیا ہے، اب آپ اپنی امانت اس میں رکھ سکتے ہیں، ۔

یہ سنکر سلطان عضد الدولہ نے ان کو اپنے خزانہ میں لیجاکر بہت کچھ زرد جواہر دکھلائے، اور کہا، کہ پرسوں آپ کے پاس یہ ساری امانت پہونچجائیگی اور یہ کہکر انھیں رخصت کردیا، اس کے بعد سلطان نے اس مظلوم کو بلوایا،

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور اس سے کہا، کہ تم آج قاضی کے پاس جاؤ اور اپنی امانت کا سختی سے تقاضا کرو اگر وہ اب بھی انکار کریں، تو ان سے کہو، کہ میں بادشاہ کے پاس جاکر تمھاری بددیانتی کی شکایت کرونگا، اور تمھاری عزت کو خاک میں ملادوں گا۔

مظلوم قاضی کے پاس گیا، اور سلطان کی ہدایت کے مطابق ان سے تقاضا کیا، اور دھمکی بھی دی،۔

قاضی صاحب بہت ڈرے، کہ اگر یہ شخص سچ مچ بادشاہ کے پاس چلا گیا، اور ان سے میری شکایت کی، تو ممکن ہے کہ وہ میری طرف سے مشکوک ہوجائیں، اور اپنے بیش بہا خزانے کو میرے سپرد نہ کریں یہ سوچکر انھوں نے اسکی ساری رقم واپس کردی، اور کہا، کہ بھائی میں تو تمھیں آزما رہا تھا، اور تمھارے صبر اور برداشت کی جانچ کر رہا تھا، تمھاری امانت موجود ہے، لو اسے لیجاؤ، وہ مظلوم اپنا روپیہ لیکر قاضی صاحب سے رخصت ہوا، اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ بیان کردیا،

اس طرح سلطان عضدالدولہ نے اپنی دانشمندی سے قاضی کی بددیانتی اور خیانت کو معلوم کرلیا، اور ان کا سارا مال و اسباب ضبط کرلیا، اور عہدۂ قضا سے بھی برطرف کردیا، چونکہ وہ بہت ضعیف تھے، اس لئے، اس سے زیادہ اور کوئی سزا نہیں دی،۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دوست وہی ہے جو آڑے وقت پر کام آوے

سلطان سکندر لودی کے عہد میں خان جہاں لودی نامی ایک مشہور امیر کبیر شخص گذرا ہے، جس کی جاگیر اور مال ومنال کی دیکھ بھال ایک بزرگ شخص زین الدین نامی کرتے تھے، جو خود بھی بڑے دولت مند تھے، اور جنکی عزت بادشاہ کی نظروں میں بھی بہت تھی، کیونکہ وہ نہایت پرہیزگار، عابد اور زاہد آدمی تھے،

سلطان سکندر لودی کے انتقال کے بعد زین الدین کا ستارۂ اقبال گردش میں آگیا، اور رفتہ رفتہ ساری دولت ہاتھ سے نکل گئی، جب پھول میں رس ہوتا ہے تو شہد کی مکھیاں اس کے گرد ہر وقت اُڑا کرتی ہیں، یہی حال انسان کا ہے، زین الدین کے پاس جب تک دولت تھی، تو لوگ ہر وقت انکی خوشامد کیا کرتے تھے، مگر دولت کے جاتے ہی ہر شخص نے ساتھ چھوڑ دیا، نوکروں نے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی، اور جن لوگوں نے ان کی دولت سے اپنا گھر بھر لیا تھا اب وہ ان کو دیکھکر آنکھیں چُرا جاتے تھے لیکن دنیا اچھے لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہی ہے، ایسی حالت میں بھی ایک شخص ایسا تھا جسنے زین الدین کا دامن نہ چھوڑا، اس باوفا شخص کا نام شیخ سعد اللہ تھا۔

تین چار سال کے بعد ایک آدمی نے سعد اللہ سے پوچھا، کہ بڑے بڑے لوگوں نے تو زین الدین کا ساتھ چھوڑ دیا ہے، یہ تم کیوں خواہ مخواہ پڑے ہوئے تکلیف اٹھا رہے ہو، اس پر سعد اللہ نے جواب دیا کہ آج جو کچھ میرے پاس ہے، وہ سب انھیں کا بخشا ہوا ہے، اگر میں انکا ساتھ چھوڑ دوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تو بڑی احسان فراموشی اور نمک حرامی ہوگی، اور میں خدا کو کیا جواب دونگا، سوال کرنے والا شخص اپنا سا منھ لیکر رہ گیا، سعداللہ نے زندگی کے آخری لمحہ تک ان کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان کی اور ان کے خاندان کی ہر طرح امداد کرتا رہا ۔

ایک مسلمان بادشاہ کی رواداری

شہنشاہ ظہیرالدین محمد بابر بہت ہی رحم دل اور عادل سلطان تھا، اس کا ایک وصیت نامہ جو اس نے اپنے ولی عہد شہزادہ نصیرالدین محمد ہمایوں کے نام لکھا تھا، بھوپال کے کتب خانہ میں موجود ہے، چونکہ اس کا نفس مضمون، مسلمان بادشاہان ہند کے عدل و انصاف کی ایک روشن دلیل ہے، لہذا اس کا یہاں بیان کرنا افادہ سے خالی نہ ہوگا،

جب شہزادہ جارج پنجم اپنی ولی عہدی کے زمانہ میں ۱۹۲۱ء میں ہندوستان بغرض سیر و تفریح تشریف لائے تو نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ والی بھوپال نے انھیں اپنے یہاں مدعو کیا، شہزادہ صاحب وہاں تشریف لے گئے، بھوپال کا قلمی کتب خانہ انھیں دکھایا گیا، اس کتب خانہ میں یہ وصیت نامہ بھی موجود تھا جس کا خلاصہ یہاں درج کیا جا رہا ہے،

یہ وصیت نامہ سلطنت کے استحکام اور قیام کے واسطے لکھا گیا ہے، فرزند ارجمند! ہندوستان کے ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں، خدا کا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شکر ہے کہ اس کی بادشاہت تمھارے سپرد ہوئی ہے تمھیں چاہئے کہ تم اپنے دل کو تعصب کے گرد و غبار سے پاک رکھو، عدل و انصاف سے حکومت کرو، ہر فرقہ کے مذہبی جذبات کا احترام کرو، اہالیان ہند محبت اور مہربانی سے غلام بن جاتے ہیں، تمھاری سلطنت میں مختلف مذاہب کی جو عبادت گاہیں ہیں اُن میں سے کسی کو تباہ نہ کرو، ہر فرقہ کیساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، کیونکہ بادشاہ کی قوت کا انحصار رعیت کی خوش حالی اور طاقت پر منحصر ہے، اور رعیت کی خوش حالی اور طاقت بادشاہ کے عدل اور نیک نیتی پر مبنی ہے، خوب سمجھ لو کہ اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں پھیلا ہے، اس نے اپنے اخلاق اور اصول مساوات کی بنا پر اقوام عالم کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا ہے، اپنی مختلف المذاہب رعایا کی حفاظت اور پرورش کا پوری طرح لحاظ رکھو تا کہ سلطنت مریض یا کمزور نہ بن جائے۔ تم امیر تیمور صاحب قران کے کارناموں کو اپنی نظر کے سامنے رکھکر اپنے فرائض منصبی کے انجام دہی میں مشغول رہو!"

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

میر تقی میر کی خودداری

دلّی کے اُجڑنے کے بعد وہاں کے بہتیرے شعرا لکھنؤ چلے گئے، جہاں اُن کی خاطر خواہ عزت وقدر ہوتی تھی، میر جیسا مستغنی اور بے نیاز آدمی بھی ناسازی روزگار کی وجہ سے مجبور اور لاچار ہو کر لکھنؤ پہونچ گیا، مگر درباری رنگ اُن پر کسی حالت میں بھی نہ چڑھا، اور نہ انھوں نے کبھی خودداری کا دامن ہاتھ سے چھوڑا،

لکھنؤ پہونچنے کے بعد ایک دن نواب آصف الدولہ نے انھیں بلا بھیجا؛ میر صاحب جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو وہ ایک خوبصورت حوض کے کنارے بیٹھے رنگین مچھلیوں کے تیرنے کا تماشا دیکھ رہے تھے، میر صاحب کو دیکھکر مسرت سے بولے، آئیے، تشریف لائیے، اس وقت آپ کا کلام سننے کو جی چاہ رہا ہے، اس وجہ سے آپکو تکلیف دی ہے؛

میر صاحب وہیں بیٹھ گئے، اور ایک غزل پڑھنی شروع کر دی، لیکن نواب صاحب کی محویت بدستور مچھلیوں کی طرف رہی۔ میر صاحب ہر شعر کے اختتام پر رُک جاتے، نواب صاحب فرماتے ہاں سنائیے؛ اسی طرح میر صاحب نے چار شعر سنائے پھر ٹھیر کر بولے، سنانے سے فائدہ؟ پہلے آپ مچھلیوں کے کھیل سے لطف اندوز ہو لیں، تو پھر اطمینان سے سناؤں، نواب صاحب نے فرمایا۔ آپ سناتے جائیے، اچھا شعر از خود مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیگا، میر صاحب کو یہ بات بڑی ناگوار گذری، اور وہ فوراً وہاں سے اُٹھکر چلے گئے۔ پھر جب تک نواب نے معافی نہ مانگ لی اُن سے ملنے سے کتراتے رہے؛

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

Printed by B. B. Kapur
at the Newul Kishore Press, Lucknow.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

Printed by B. B. Kapur
at the Newul Kishore Press, Lucknow.

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE